بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ہفت روزہ

بدر قادیان

جلد ۱۸ | شمارہ ۳۷

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd No P. 67

بخلام کو وقت تو زد یک رسید
و پائے محمدیاں برمنار بلند تر محکم افتاد

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

۲۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳۸۹ ھ | ۱۱ تبوک سنہ ۱۳۴۸ ہش | ۱۱ ستمبر سنہ ۱۹۶۹ ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۹ تبوک (ستمبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق کراچی ۲۸ ظہور (اگست) کی موصولہ رپورٹ مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت معدہ میں تکلیف کی وجہ سے کچھ ناساز ہے، احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور تا دیر ہمارے سروں پر سلامت رکھے۔ آمین۔

● — حضرت اقدس کے حرم محترم کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے

ربوہ ۲۱ ظہور (اگست)۔ آج صبح مکرم مرزا ادریس احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے پہلا فرزند عطا فرمایا جو محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کا پوتا اور حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ ربوہ کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے اور عمر دراز کرے آمین۔

قادیان ۹ تبوک۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمدللہ۔

قبلہ اوّل مسجدِ اقصےٰ کی آتش زنی کا المناک حادثہ

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان دار الامان

اخباروں کے بیانات اور ریڈیو کے اعلانات سے یہ امر سب پر واضح ہو چکا ہے کہ اسرائیل نے مسجدِ اقصٰے کو آگ لگا کر سخت نقصان پہنچایا ہے۔ مسجد اقصٰے کی اِس بے حرمتی سے مسلمانانِ عالم کے جذبات انتہائی طور پر مجروح ہوئے ہیں۔ اسرائیلی حکومت کے اِن جارحانہ۔ ناپاک اور گھناؤنے عزائم اور اس وحشیانہ فعل کی جس قدر بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ جیسا کہ روز مرہ کی خبروں سے پتہ چلتا ہے مسلمانانِ عالم کے صدمہ میں حکومتِ ہند اور عوام بھی برابر کے شریک ہیں۔ ہمارے وزیر خارجہ مسٹر دنیش سنگھ نے کہا ہے کہ مسجدِ اقصٰی کا معاملہ صرف مسلمانوں کا نہیں ہے بلکہ اُن سب کا ہے جو عبادت گاہوں کے تحفظ کو اپنا فرضِ اولین سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسجدِ اقصٰی کے المناک سانحہ پر پوری دُنیا چیخ رہی ہے اور بے حرمتی و آتش زنی پر اپنے انتہائی غم و غصّہ کا اظہار کر رہی ہے۔

اگر اسرائیل کو اس موقعہ پر چھوڑ دیا گیا۔ تو وہ اس سے بھی زیادہ گھناؤنے اور خطرناک منصوبے بنائے گا۔ اُن کے بد ارادے مدینہ منورہ اور خانہ کعبہ کی طرف رُخ کرنے کے بھی ہیں۔

اسرائیل مسجدِ اقصٰی کو آگ لگانے کے معاملہ کو شاید صرف عربوں کے خلاف جنگی کارروائی تک محدود سمجھتا تھا۔ اُسے خیال بھی نہ تھا کہ ساری دُنیا میں اس کی اس گھناؤنی حرکت کی وجہ سے آگ لگ جائے گی۔ اور عالمی رائے عامہ اس کے خلاف ہو جائیگی۔ مسجد اقصٰی کی آتش زنی اسرائیل کے سوچے سمجھے تخریبی منصوبہ کی ایک کڑی ہے۔ لیکن اُسے کیا معلوم کہ مسجد اقصٰی کی بے حرمتی اسرائیلی حکومت کے خاتمہ کا موجب بن جائے گی۔ اِس موقعہ پر اختلاف رائے رکھنے والے عرب ممالک بھی متحد ہو کر اسرائیل کے خلاف صف آراء ہو گئے ہیں۔ اور تمام عالمِ اسلام میں اسرائیل کے خلاف سخت غم و غصّہ اور اشتعال پایا جاتا ہے۔ بلکہ ہر مذہب کے پیروکار اور ہر ملک کے باشندے اسرائیل کی اس گھناؤنی حرکت پر نفرین کرتے ہیں۔

جہاں مسلمانوں کے ہر فرقے نے اسرائیل کے اس وحشیانہ اور گھناؤنے فعل پر نفرت کا اظہار کیا ہے۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بھی انتہائی دُکھے ہوئے دل کے ساتھ مسجد اقصٰی کی بے حرمتی اور آتش زنی کے المناک واقعہ پر دُکھ۔ تکلیف اور غم و غصّہ کا اظہار کرتا ہے۔ اگرچہ ہم ہڑتالوں نظم و نسق برہم کر دینے والی کارروائیوں سے دُور رہتے ہیں۔ لیکن کسی صورت میں بیت المقدس اور عربوں کے کھوئے ہوئے علاقوں کے پھر حاصل کرنے اور فلسطین کی واپسی کے معاملہ میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ ہم عربوں اور مسلمانوں کی ایسے حوادث اور مصائب کے وقت میں مدد اس طرح سے کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کے حضور جھکتے ہیں کہ وہ ملائک کی فوج سے ہمارے عرب بھائیوں اور عالمِ اسلام کی مدد فرمائے۔

وقتی طور پر اگرچہ فلسطین مُسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل چکا ہے۔ لیکن قرآن مجید اور احادیث کی پیشگوئیوں کے مطابق مقدر ہے کہ مُسلمانوں کو دوبارہ اللہ تعالیٰ فلسطین کا ملک ہمیشہ کے لئے عطا فرما دے گا۔ مُسلمان ہمیشہ کے لئے اس میں بسے رہیں گے۔ لیکن ضرورت ہے کہ مسلمان سچے مسلمان بن جائیں۔ ان میں تعلق باللہ پیدا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید سورہ انبیاء میں فرماتا ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ۔

ہم نے کچھ نصائح کرنے کے بعد پہلے سے ہی زبور میں یہ لکھ رکھا ہے کہ ارضِ مقدس کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے اور یہ کہ اس مضمون میں اس قوم کے لئے جو خدا تعالےٰ کی سچی عبادت گذار ہے، ایک بڑا مفید اور کارآمد پیغام ہے۔ بشرطیکہ وہ اُسے یاد رکھے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ حتمی وعدہ ہے کہ وہ اسرائیل کا ارضِ مقدسہ سے کلیۃً خاتمہ کر دے گا۔ اور کوئی ان کو تباہی کے ہاتھوں سے بچا نہ سکے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ یہود پتھروں کے پیچھے چھپ کر جان بچانے کی کوشش کریں گے۔ مگر پتھر بھی بول اٹھے گا اور مسلمانوں کو بتا دے گا، کہ یہودی یہاں چھپا ہوا ہے۔ اس طرح یہود کا ارضِ مقدسہ سے نام و نشان مٹ جائے گا۔ اور مسلمان ضرور فلسطین پر آخری قبضہ و غلبہ و فتح حاصل کر لیں گے۔

مَیں مسلمانوں سے دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ اعمال و کردار میں اصلاح کریں۔ اپنی زندگیاں سلفِ صالحین کی زندگیوں کے مطابق بنائیں۔ تعلق باللہ پیدا کریں۔ اخلاقی اور رُوحانی لحاظ سے پاک نمونہ اپنے اندر پیدا کریں۔ بداعمالیوں۔ سُستیوں اور خرابیوں سے کنارہ کش ہو جائیں اور قرآن کریم کے منشاء کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنواریں۔ اور خدا تعالیٰ کے دامن سے وابستہ ہو جائیں کیونکہ اس کے بغیر کامیابی حاصل کرنا محال ہے

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ فتح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء منعقد ہوگا

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے اٹھترویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۶۹ء رکھی گئی ہیں۔ جملہ پراونشل امراء۔ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ اور مبلغین سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کر کے اس عظیم الشان رُوحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۱ر تبوک ۱۳۴۸ ہش

الہامِ الٰہی اور شعراء کا کلام

چند ماہ گذرے ایک دوست نے ہمیں اخبار "ریاست دکن" مجریہ ۷ر اپریل ۱۹۶۹ء میں شائع شدہ ایک مضمون کا تراشہ بھیجا جس میں مضمون نگار نے لکھا:-

"ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی فرماتے ہیں" علامہ اقبال ایک موقع پر انجمن اسلام کے کسی جلسہ میں تقریر فرما رہے تھے۔ ایک انگریز عالم بھی موجود تھے انہوں نے اٹھ کر کہا "سر اقبال جلسہ کے بعد مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں اس لئے التجا ہے کہ بیٹھ جائیے گا۔ جب جلسہ برخاست ہوا تو اُس انگریز نے دریافت کیا کہ کیا آپ جیسے مفکر و عالم و فاضل کو بھی وحی پر اعتقاد ہے؟ علامہ نے جواب دیا ہاں ہے! مجھ پر خود ڈھلے ڈھلائے اشعار الہام ہوتے ہیں۔ میں نے بارہا کوشش کی کہ ان اشعار کے الفاظ میں کچھ ردّ و بدل کر دوں۔ مگر دیکھتا ہوں کہ شعر بے معنی ہو جاتے ہیں۔ پس وحی کا نزول آقائے نامدار پر غیر ممکن تصور نہیں کیا جا سکتا"

چونکہ مضمون نگار نہ خود کوئی مذہبی شخصیت تھا اور نہ ہی جس اخبار میں یہ مضمون شائع ہوا کسی دینی ادارہ یا شخصیت کی طرف منسوب ہوتا ہے اس لئے ہم نے اس کا نوٹس لینا ضروری خیال نہ کیا اور اس بات کو کسی دوسرے موقعہ کے لئے ملتوی رکھا ـــــ لیکن حال ہی میں جمعیۃ العلماء ہند کے آرگن الجمعیۃ دہلی جمعہ ایڈیشن میں ایک مضمون بعنوان "کچھ اقبال کے بارے میں" اسی روایت کو ڈاکٹر اقبال کے الفاظ میں اس طرح دہرایا گیا:-

"ہم لوگ چائے پی چکے تو ڈاکٹر لوکس آئے اور مجھے اپنے ساتھ گوشے میں لے گئے اور کہنے لگے۔ اقبال! مجھے بتاؤ کہ تمہارے پیغمبر پر قرآن کریم کا مفہوم نازل ہوا تھا اور چونکہ انہیں صرف عربی زبان آتی تھی انہوں نے قرآن کریم کو عربی میں منتقل کر دیا۔ یا یہ عبارت ہی اسی طرح اتری تھی؟ میں نے کہا یہ عبارت ہی اتری تھی! ڈاکٹر لوکس نے حیران ہو کر کہا کہ اقبال تم جیسا پڑھا لکھا آدمی اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ یہ عبارت ہی اتری ہے؟ میں نے کہا "ڈاکٹر لوکس! بالیقین! میرا تجربہ ہے مجھ پر شعر پورا اترتا ہے تو پیغمبر پر عبارت پوری کیوں نہیں اتری ہو گی ـــ"

(الجمعیۃ جمعہ ایڈیشن ۸ر اگست ۱۹۶۹ء)

علماء کی جماعت کے مجلّہ میں ایسی روایت کا مطلق طور پر شائع ہونا دینی اور روحانی قدروں کے صحیح رنگ میں سمجھنے کے سلسلہ میں بہت سی غلط فہمیوں کا باعث ہو سکتا ہے۔ اسلئے ضروری معلوم ہوا کہ اس مسئلہ کی حقیقت واضح کرنے کے لئے ہم بھی اس کا جائزہ لیں ـــــ!!

اصل بات یہ ہے کہ بعض لوگ جنہیں الہام الٰہی کی حقیقت اور اس کے نزول کی تفصیلات کا نہ ذاتی علم ہے اور نہ اس بارے میں گہرا مطالعہ اور تدبّر رکھتے ہیں۔ محض سطحی معلومات کے سبب ایسی ایسی باتیں کر جاتے ہیں جو خدا تعالیٰ کے اس امتیازی سلوک کو مشتبہ کرنے اور اس احسانِ عظیم کی قدر ناشناسی کے مترادف ہوتی ہیں جو وہ اپنے خاص بندوں کو مکالمہ و مخاطبہ کا شرف بخش کر فرماتا ہے۔ اسی طرح اپنے قصورِ فہم کے سبب بسا اوقات شعراء کے کلام اور ان پر مضمون کی "آمد" کو اصطلاحی رنگ کے الہام الٰہی کے برابر اور ہم پلہ سمجھنے لگتے ہیں۔ حالانکہ جس طرح دونوں کی شخصیات میں نمایاں درجہ تفاوت ہے اسی طرح ان کے کلام میں بھی بُعد المشرقین ہوتا ہے۔ ممکن ہے اس فرق کو سطحی نگاہیں دیکھنے سے قاصر ہوں۔ لیکن جس طرح جوہر صادق اپنے ساتھ خاص امتیازی علامتیں رکھتا ہے۔ جن سے اسے مغشوش مال سے پہچانا جاتا ہے اسی طرح الہام الٰہی کے ساتھ بھی بعض قسم کی بیّن علامات ہوتی ہیں اور روحانی جوہری جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دی ہوتی ہے دونوں قسم کے کلام میں بیّن امتیاز کر کے بتا دیتے ہیں۔ الہامی جواہرات کا جوہری امام الزمان ہوتا ہے اس کی زبانِ حقیقت ترجمان سب فرق واضح کرتی ہے۔

اور اس کی صحبت میں رہ کر دوسرے انسان بھی جلد اصل اور مغشوش میں امتیاز کر سکتے ہیں۔

اِس پُر آشوب زمانہ میں جبکہ روحانی قدریں دُنیا کی نظروں سے اوجھل ہو چکی ہیں خدا تعالیٰ نے رحم فرمایا اور اپنے ایک بندۂ خاص کو اصلاحِ خلق کے لئے قادیان کی بستی میں مبعوث فرمایا۔ وہی اس زمانہ کا امام ہے اور زمین پر خدا کے اس نمائندہ نے اپنے نبی مطاع صلّی اللہ علیہ وسلم سے روحانی کسبِ فیض کے نتیجہ میں مصفّا طور پر مکالمہ و مخاطبہ کا شرف پایا۔ القاءِ الٰہی سے جملہ ایسے امور پر پوری شرح و بسط کے ساتھ روشنی ڈالی جن کا پورا علم نہ رکھنے کے سبب دُنیا گمراہ ہو رہی تھی۔ آپ نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی نور سے منوّر ہو کر دُنیا کو صحیح راہ دِکھائی۔ تا وہ بھی لغزشوں سے بچ جائے۔ خاص طور پر الہامِ الٰہی جو اس زمانہ کے ظاہر پرست فلسفیوں کی نگاہ میں غیر ضروری یا بعید از فہم امر ہے، اس کو دلائلِ قویہ کے ساتھ صاحبِ حال ہونے کے ناطے اپنے ذاتی تجربہ و مشاہدہ سے واضح کیا۔

ذیل میں ہم امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مفصّل اقتباس نقل کرتے ہیں جس میں مشارٌ الیہ امر پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"الہام ایک القاءِ غیبی ہے جس کا حصول کسی طرح کی سوچ اور تردّد اور تفکّر اور تدبّر پر موقوف نہیں ہوتا۔ اور ایک واضح اور منکشف احساس ہے کہ جیسے سامع کو متکلم سے یا مضروب کو ضارب سے یا ملموس کو لامس سے محسوس ہوتا ہے۔ اور اس سے نفس کو مثل حرکاتِ فکریہ کے کوئی الم روحانی نہیں پہنچتا۔ بلکہ جیسے عاشق اپنے معشوق کی رؤیت سے بلاتکلف انشراح اور انبساط پاتا ہے۔ ویسا ہی رُوح کو الہام سے ایک ازلی اور قدیمی رابطہ ہے۔ کہ جس سے رُوح لذت اٹھاتا ہے۔ غرض یہ ایک منجانب اللہ اعلام لذیذ ہے جس کو نفث فی الرّوع اور وحی بھی کہتے ہیں۔" (پرانی تحریریں صفحہ ۲۰)

"یاد رہے کہ الہام کے لفظ سے اس جگہ یہ مراد نہیں کہ سوچ اور فکر کی کوئی بات دل میں پڑ جائے ـــ جیسا کہ جب شاعر شعر کے بنانے میں کوشش کرتا ہے یا ایک مصرع بنا کر دوسرا سوچتا رہتا ہے تو دوسرا مصرع دل میں پڑتا ہے۔ سو یہ دل میں پڑ جانا الہام نہیں ہے بلکہ یہ خدا کے قانونِ قدرت کے موافق اپنے فکر اور سوچ کا ایک نتیجہ ہے جو شخص اچھی باتیں سوچتا ہے یا بُری باتوں کے لئے فکر کرتا ہے اس کی تلاش کے موافق کوئی بات ضرور اس کے دل میں پڑ جاتی ہے۔ ایک شخص مثلاً نیک اور راستباز آدمی ہے جو سچائی کی حمایت میں چند شعر بناتا ہے اور دوسرا شخص جو ایک گندہ اور پلید آدمی ہے اپنے شعروں میں جھوٹ کی حمایت کرتا ہے اور راستبازوں کو گالیاں نکالتا ہے تو بلاشبہ یہ دونوں کچھ نہ کچھ شعر بنا لیں گے۔ بلکہ کچھ تعجب نہیں کہ وہ راستبازوں کا دشمن جو جھوٹ کی حمایت کرتا ہے بباعث دائمی مشق کے اس کا شعر عمدہ ہو۔ سو اگر صرف دل میں پڑ جانے کا نام الہام ہے تو پھر ایک بدمعاش شاعر جو راست بازی اور راستبازوں کا دشمن ہے اور ہمیشہ حق کی مخالفت کے لئے قدم اٹھاتا ہے اور افتراؤں سے کام لیتا ہے خدا کا مُلہَم کہلائے گا۔ ...... اگر الہام صرف دل میں بعض باتیں پڑ جانے کا نام ہے تو ایک چور بھی مُلہَم کہلا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ بسا اوقات فکر کر کے اچھے اچھے طریق نقب زنی کے نکال لیتا ہے اور عمدہ عمدہ تدبیریں ڈاکہ مارنے اور خون ناحق کرنے کی اس کے دل میں گذر جاتی ہیں تو کیا لائق ہے کہ ہم ان تمام ناپاک طریقوں کا نام الہام رکھ دیں؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ لوگوں کا خیال ہے جن کو اب تک سچے خدا کی خبر نہیں جو آپ خاص مکالمہ سے دلوں کو تسلی دیتا اور ناواقفوں کو روحانی علوم سے معرفت بخشتا ہے۔

اِلہام کیا چیز ہے؟ وہ پاک اور قادر خدا کا ایک برگزیدہ بندہ کے ساتھ یا اس کے ساتھ جس کو برگزیدہ کرنا چاہتا ہے **ایک زندہ اور باقدرت کلام کے ساتھ مکالمہ اور مخاطبہ ہے۔** ....

اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اس رنگ میں الہام ہو کر بندہ سوال کرتا ہے اور خدا اس کا جواب دیتا ہے اس طرح ایک ترتیب کے ساتھ سوال و جواب ہو اور الٰہی شوکت اور نورِ الہام میں پایا جائے اور علومِ غیب یا معارفِ صحیحہ پر مشتمل ہو تو وہ خدا کا الہام ہے۔ خدا کے الہام میں یہ ضروری ہے کہ جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے مل کر باہم ہمکلام ہوتا ہے اسی طرح ربّ اور اس کے بندہ میں ہمکلامی واقع ہو اور جب یہ کسی امر میں سوال کرے تو اس کے جواب میں ایک کلام لذیذ

(باقی دیکھیں صلا پر)

خطبہ جمعہ

ہمارا سہارا صرف اللہ تعالیٰ پر ہے ہم اسی کے سہارے زندہ ہیں اور اسی کے سہارے زندہ رہیں گے

اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم صبر و استقامت سے کام لیں اور دعاؤں میں ہمہ تن مشغول رہیں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی صبر اور دعا کے بہترین نمونے پیش کرتی ہے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۴ امان ۱۳۴۸ ہش مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی:۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ

(البقرہ ۲ : ۱۵۴)

اس کے بعد فرمایا:۔

گزشتہ چند روز سے بخار اور کھانسی کی کافی تکلیف رہی۔ ایک دن تو کافی تیز بخار ہو گیا تھا۔ پھر کئی روز حرارت رہی اور گلے اور ناک کی نالی میں بہت بلغم پیدا ہوتا رہا اور بیماری نے بڑی تکلیف دی۔

اللہ تعالیٰ کا فضل

ہے۔ اب پہلے سے تو آرام ہے لیکن ابھی گلے اور سینے کی نالی میں کچھ انگلیف باقی ہے۔ بیماری کا ضعف بھی ہے۔

اس وقت میں مختصراً اپنے بھائیوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا سہارا

صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات

ہے۔ اور اس کی مدد اور سہارے کے بغیر ہماری زندگی ممکن نہیں۔ ہم اسی کے سہارے زندہ ہیں۔ ہم اسی کے سہارے زندہ رہیں گے۔ اور تمام دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کا جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے اسی کی مدد سے وہ انجام پائے گا۔

اللہ تعالیٰ کی مدد کے حصول کے بہت سے طریق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بتائے ہیں ان میں سے دو باتیں وہ ہیں جو اس مختصر سی آیت میں بیان ہوئی ہیں جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ اگر تم میری مدد اور نصرت حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ صبر سے کام لو اور دعاؤں میں ہمہ تن مشغول رہو۔ اس کے بغیر تم میری مدد کو حاصل نہیں کر سکتے۔ اس لئے احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ

صبر کے مقام پر

پختگی سے قائم رہیں اور خدا کے بتلائے ہوئے طریق پر، خدا کی رضا کے حصول کے لئے اس کی مدد اور نصرت کو حاصل کرنے کے لئے صبر و استقامت کا وہ نمونہ اپنے رب کے حضور پیش کریں جو نمونہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصاً اپنی مکی زندگی میں دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی تاریخی لحاظ سے دو حصوں میں منقسم ہوتی ہے۔ ایک آپ کی مکی زندگی ہے۔ ایک آپ کی مدنی زندگی ہے۔ مکی زندگی میں ظاہری اعتبار سے حالات مدنی زندگی سے مختلف تھے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر دو زندگیوں یا زندگی کے ہر دو ادوار میں مختلف حالات کے مطابق، اللہ تعالیٰ کے لئے

قربانی اور ایثار کا بہترین نمونہ

اور اسوہ دنیا کے لئے پیش کیا۔

عام طور پر جماعت کے سامنے مدنی زندگی کی زیادہ تفاصیل آتی رہتی ہیں۔ اور مورخین نے بھی عام طور پر مدنی زندگی کے بارے میں بہت تفصیل سے لکھا ہے۔ ہمیں اس تفصیل سے آپ کی مکی زندگی کے حالات تو ارتیخ نے بھی نہیں بتائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر مسلمان پر اپنی زندگی میں اور اسلام پر اپنے مختلف ادوار میں یہ دو دو دور آتے رہتے ہیں۔ ایک وہ دور جو مکی زندگی سے مشابہ ہوتا ہے۔ ایک وہ دور جو مدنی زندگی کے مشابہ ہوتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی مکی زندگی سے جو زمانہ زیادہ مشابہت رکھتا ہو اس میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ اسوہ امت محمدیہ کے سامنے ہونا چاہیئے جو مکی زندگی کے زمانہ میں آپ نے قائم کیا۔ جس طرح آپ نے ہر موقع پر دکھوں کو برداشت کیا اور صبر کا نمونہ دکھایا ہر روز ظلموں کا نیا سلسلہ شروع کیا جاتا اور ہر نئے سلسلہ کے مقابلہ میں ہمیں آپ کے صبر اور استقامت اور توکل اور خدا تعالیٰ کی بشارتوں پر کامل یقین کا

ایک حسین نظارہ

نظر آتا ہے۔ مخالف نے ہر نیا منصوبہ جو آپ کے خلاف باندھا وہ ظلم کا ایک نیا دور ہوتا تھا اور ماضی کے ظلم کے ادوار کی ناکامی کا اعلان بھی ہوتا تھا۔ کہ ہم نے اس قسم کے ظلم کئے۔ ناکام ہوئے۔ اب ظلم اور Oppression کے نئے طریقے نکالنے چاہئیں۔ پھر وہ نیا دور ختم ہو جاتا۔ پھر ایک نیا منصوبہ بندھتا۔

بہر حال مکی زندگی ہمارے سامنے ان حالات کے لحاظ سے صبر اور دعا کے بہترین نمونے پیش کرتی ہے۔ علماء جماعت کو چاہیئے کہ مکی زندگی کے حالات کو جماعت کے سامنے زیادہ تفصیل سے اور بار بار رکھیں۔ ہمارا یہ زمانہ

اسلام کے لئے جدوجہد

اور اسلام کی خاطر قربانیاں دینے کا مکی زندگی سے مشابہ ہے۔ تیرہ سالہ ظلم سہنے کے زمانہ میں ایک موقع پر بھی آپ یا آپ کے صحابہ نے جوابی کارروائی نہیں کی۔ اور ان سختیوں کو بشاشت کے ساتھ رجوع الی اللہ اور انابت الی اللہ کے ساتھ برداشت کیا۔ اور اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو یہی حکم ہوتا تھا اور یہی بشارت ملتی تھی کہ

میں تیرے ساتھ ہوں

تم مشرکوں سے اعراض کرو۔ انہیں معاف کرتے رہو۔ آخر نتیجہ وہی نکلے گا جو میں چاہتا ہوں۔ لیکن میری راہ میں ہر قسم کی قربانی دینا اور اس قسم کے حالات میں امت مسلمہ کو جو قربانیاں دینی چاہئیں ان کی رہنمائی کے لئے ایک کامل اور مکمل اسوہ قائم کرنا تمہارا کام ہے۔ ہو گا وہی جو خدا نے چاہا اور صبر کرنے والوں نے پایا وہی جو خدا نے انعام مقدر کیا تھا۔ لیکن صبر اور دعا کے نتیجہ میں۔ پس جماعت اپنے اس دور میں خصوصاً مکی زندگی کے حالات سامنے رکھے اور اس قسم کے صبر اور صلوٰۃ کا نمونہ اسلام کے مخالفین کے سامنے رکھے جس قسم کے صبر اور دعا کا نمونہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مکی زندگی میں دکھایا تھا اگر ہم بحیثیت جماعت سارے مل کے آج اسی طرح کا نمونہ اسلام کی فتح اور اسلام کے غلبہ کیلئے دنیا میں قائم کریں جو نمونہ کہ ہمیں اصحاب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم میں نظر آتا ہے تو وہ وعدے بھی جو اس دور کی قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو دئے ہیں ہمارے حق میں پورے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق دے کہ اس کی جو رضا ہے اس کے مطابق

صبر اور دعا کے ساتھ

ہم اپنی زندگیوں کو گزاریں اور اس کی توفیق سے جب ہم اس قربانی کو پیش کریں تو اپنے فضل سے ... طرح وارث ہوں جیسا کہ ہم سے پہلے بزرگ بنے تھے۔

قسطِ اوّل

قرآن کریم بائیبل کے مقابلہ میں کامل جامع و عالمگیر کتاب ہے

قرآنِ کریم سے پادریوں کے پندرہ سوالات کے جوابات

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیانی نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کا ذکر ہے کہ آپؑ نے ایک پادری صاحب کو لکھا کہ آپ ان باتوں کو پیش کریں جن کے متعلق آپ سمجھتے ہیں کہ قرآنِ کریم ان کے ذکر سے خالی ہونے کی وجہ سے ناقص ہے اس نے پندرہ باتوں کے ذکر پر مشتمل ایک چٹھی بھیجی۔ حضور نے فرمایا کہ ہم براہین احمدیہ میں ان کا ذکر کریں گے اور جواب دیں گے بعد میں آپ نے براہین احمدیہ میں ایک عظیم الشان انعامی چیلنج قرآن کی صداقت حقانیت اور افضلیت کا دیا مگر کسی پادری کو مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی کتاب ابھی مکمل نہ ہوئی تھی کہ خدا تعالیٰ کی قدرت نے آپؑ سے اور رنگ میں خدمت اسلام کا کام لینے کے لئے آپ کو مسیح موعود بنا کر کھڑا کر دیا۔ آپؑ نے بادلائل کسرِ صلیب اور غلبہ اسلام کا کام سرانجام دیا۔ اور مذکورہ سوالات جو چند غیر ضروری جزئیات پر مشتمل تھے کے جوابات دینے کی بجائے اس سے بڑھ کر موازنہ تعلیم قرآن و اناجیل کر کے قرآن کریم کی افضلیت ثابت کر دی۔ یہ ایسا مقابلہ و موازنہ تھا کہ ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔ پادریوں کو اس میدان میں مقابلہ پر آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ اس طرح پادری صاحبان لاجواب ہو گئے اور قرآن کریم کی افضلیت کا سکہ ان بنیادی و اصولی جوابوں کے ذریعہ ان کے دلوں پر بیٹھ گیا۔

باایں ہمہ حال ہی میں ایک غیر از جماعت دوست نے باصرار لکھا کہ خاکسار ان پندرہ سوالات کے جوابات دے۔ ساتھ ہی اس دوست نے مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب کو بھی ان سوالات کا جواب دینے کے لئے لکھا جس پر مولانا صاحب موصوف نے الفرقان بابت فروری ۶۹ء میں ان سوالات کا نہایت ہی معقول جواب دیا ہے

ادھر ان ہی دنوں میں نے بھی کچھ نوٹ ان جوابات کے لئے قلمبند کئے تھے اس لئے اس دوست کی خواہش پر استفادۂ احباب کے لئے درج اخبار کئے جاتے ہیں۔

پہلے تو سنا کرتے تھے کہ مخالفین یہ الزام دیتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا قرآن جُدا ہے اور اب یہ بھی سننے میں آ گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب قرآن کریم کو کامل نہ مانتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میرے الہام نے آ کر اسے کامل بنا دیا ہے۔ العیاذ باللہ وہ مبارک وجود جس کی عمر کا ایک بڑا مقصد خدمتِ قرآن تھا۔ اور جس نے قرآن کو پکڑ کر تمام ادیان پر اس کا غلبہ و افضلیت ثابت کر دی اور کوئی سامنے نہ آیا۔ اس کے متعلق ایسا خیال ظاہر کرنا سراسر ظلم و ناانصافی اور ناخدا ترسی ہے۔ ہم اپنے اس بھائی دوست کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ یہ طریق خلاف دیانت و تقویٰ ہے اس سے وہ پرہیز کریں۔ یہ دل کے زنگ کا موجب ہے اور ہدایت سے محروم کر دینے والا ہے۔ وہ بیشک سوال کریں مگر سوال وہی ہونا چاہیئے جو دیانتداری پر مبنی ہو اور واقعہ کے خلاف نہ ہو۔ ورنہ اس طرح تو صداقت کا خون ہو جاتا ہے۔ یہود و نصاریٰ و آریہ قوم نے یہی رویہ سابقہ انبیاء کے متعلق اختیار کیا تھا اور اس کا نتیجہ ان کے حق میں نہایت ہی خطرناک نکلا۔ ہمارے مسلمان بھائی اس سے بخوبی واقف ہیں۔ پس وہ راستہ اختیار کرنے سے پرہیز کریں جس پر چل کر یہ قومیں تباہی کے گڑھے میں گر کر ہلاک ہو گئیں۔ اور وہ طریق تحقیق کے لئے اختیار کریں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نے فرمایا ہے۔

قرآنِ کریم نے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کا دعوٰی کر کے بتایا ہے کہ اس نے روحانیت، اخلاق، تمدن، معاشرت، سیاست اور انسانی اعمال کی کامل جزا سزا کے متعلق کامل تعلیم و علم عطا فرمایا ہے اور اس بارہ میں پہلی کتب میں جو کمی تھی اسے پورا کر دیا ہے لہٰذا ان کی انفرادی طور پر ضرورت نہیں رہی۔ اب ان کے مقابلہ میں صرف وہی کافی و وافی ہے۔

پادری برکت اللہ صاحب قرآن کریم کے بعض ایسے وعادی نقل کرنے کے بعد ان پر جرح کرتے ہوئے ایک تو اسے انجیل و بائیبل وغیرہ کا محتاج قرار دیتے ہیں، دوسرے پادری امام الدین مشنر کے پندرہ سوالات کا جواب قرآن کریم سے مانگ کر اس کے کامل ہونے کا ثبوت طلب کرتے ہیں۔ اور اپنے زعم میں یہ جمائے بیٹھے ہیں کہ مسلمانوں کے پاس ان کا کوئی جواب نہیں۔ وہ قرآن کریم سے ان کے متعلق مسائل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ گویا قرآن ان امور کا کوئی جواب نہیں دیتا۔ بلکہ اس بارہ میں وہ قطعی خاموش ہے۔ اور بائیبل میں ان کا ذکر موجود ہے لہٰذا وہ کامل اور قرآن کریم ناقص ہے اور بائیبل کا محتاج ہے

مگر پادری صاحبان ایک تو قرآن کریم کی حقیقت سے بے خبر ہیں جس کی وجہ سے ان کو مغالطے ہوتے رہتے ہیں دوسرے ان کو تحریف کی عادت پڑی ہوئی ہے۔ وہ کذب و بیونت سے بہت کام لیتے ہیں اس کے بغیر ان کا مدعا پورا نہیں ہو سکتا۔

پادری صاحبان کو یہ جان لینا چاہیئے کہ ایک چیز کا کامل ہونا اور بات ہے اور اس کی دوسرے کی طرف احتیاج اور بات ہے ایک شخص کامل ہوتے ہوئے بھی ہزاروں انسانوں و اشیاء کا محتاج ہو سکتا ہے مگر وہ احتیاج اسے ناقص انسان ثابت نہیں کرتی۔ گورنمنٹ ایک قانون حسب حالات بنا کر لاگو کرتی ہے اور وکلاء عدالتوں میں سابقہ منسوخ شدہ قانون کے حوالے اپنے کیسوں میں بطور تائید عدالت کے روبرو پیش کرتے رہتے ہیں۔ مگر کوئی شخص یہ نہیں کہتا کہ لاگو قانون منسوخ شدہ قانون کا محتاج ہے اور اس کے بغیر یہ بیکار ہے۔ مولانا صاحب نے بہت عمدہ مثال دی ہے کہ ایم اے بننے کے لئے ایم اے کا کورس ہوتا ہے اور وہ اپنی ذات میں کامل مکمل ہوتا ہے مگر وہ بہت سی ابتدائی باتوں سے خالی ہوتا ہے۔ مگر اس کے باوجود ایم اے میں کوئی ابتدائی کورس شامل نہیں کیا جاتا۔ اور نہ ہی ایم اے کے طالب علم کو اس سے نچلے کسی کورس کی حاجت ہوتی ہے۔ کوئی طالب علم یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں فلاں بات ایم اے کے کورس میں چونکہ موجود نہیں اس لئے وہ ناقص ہے اور نچلا کورس بوجہ ان باتوں کے موجود ہونے کے اس پوزیشن میں ہے کہ ایم اے کا کورس اس کا محتاج ہے۔

ہمارے عیسائی بھائیوں اور پادری حضرات کو سمجھ لینا چاہیئے کہ قرآن کریم کا حسب پیشگوئی مکاشفہ ظاہر کے ساتھ باطن بھی ہے ظاہر کے مقابلہ میں اس کے بطون میں بہت سے معانی کے خزانے بکھرے پڑے ہیں جو ان کو اور عوام کو دکھائی نہیں دیتے۔ وہ موجود علوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضرورت پڑنے پر خواص پر کھولے جاتے ہیں۔ بائیبل نے آپ حضرات کو تیار رکھا ہے کہ ایک آتشیں شریعت آپ کی بائیبل کے بعد آئیگی ملاحظہ ہو استثناء (۳۳: ۲-۳) اور اس کے ظاہر کے ساتھ باطن کا بیان کر کے آپ حضرات کو اس کے معانی کی وسعت سے پہلے ہی خبردار کر دیا گیا تھا مگر آپ حضرات اس امر کو نظرانداز کر جاتے ہیں۔ یہ ہے قرآنِ کریم کا کمال کہ جس سے بائیبل محروم ہے۔ اس کا ظاہر ہے مگر باطن مفقود پھر کون کامل ٹھہرا اور کون ناقص ٹھہرا۔

۲۔ قرآن کریم کا کمال یہ ہے کہ اس نے مذہب کے جملہ امور مثل روحانیت، اخلاق و تمدن و معاشرت اور سیاست اور معاد کے مسائل کو کامل و صحیح بنیادوں پر استوار کیا ہے اور اپنے نصاب کو جو جامع و عالمگیر ہے اسے بنیادی و اصولی طور پر مکمل کیا ہے اور زندگی کے جملہ شعبوں سے متعلق ہدایات جاری کی ہیں اور ان کی ایسی تفصیلات بتائی ہیں جن میں کوئی دوسری کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کشتی نوح میں قرآنی و انجیلی تعلیمات کے ایک درجن امور کا موازنہ کر کے دکھایا تو کوئی عیسائی سامنے نہ آیا۔ اور اس کی تردید پر کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ اور وہ موازنہ تا حال لاجواب پڑا ہے۔ کسی عیسائی بھائی کو اس کے سامنے دم مارنے کی ہمت نہیں۔ میں نے وہ موازنہ مع حوالجات بدر میں اشاعت کے لئے دے دیا ہوا ہے۔

۳۔ قرآن کریم کو یہ بھی غیر معمولی فضیلت و برتری حاصل ہے کہ اس کے ساتھ آنحضرت صلعم کا کامل اسوۂ حسنہ موجود ہے۔ مگر یہ بات بائیبل و کسی انجیل کو حاصل نہیں۔ قرآن کریم میں اس بارہ میں خود دعوٰی کیا گیا ہے و لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کہ تم جملہ تعلیم قرآن کے متعلق ہمارے نبی کا نمونہ دیکھو

سکتے ہو۔ اس نے سامنے قرآن کریم پر عمل کر کے دکھا دیا اور اسے رائج کر دیا ہے اور جملہ ضروری تفصیلات کو سامنے رکھ کر ساتھ ہی فرما دیا کہ مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (حشر ع) کہ جو عمل و سنت و حکم یہ نبی دے اسے تم اختیار کر لیا کرو اور جس بات سے روکے اس سے الگ رہا کرو۔ پس مسلمانوں کی رہبری کے لئے خدا تعالیٰ نے تین چیزیں عطا فرمائی ہیں (۱) ظاہر و باطن والا قرآن کریم (۲) آپ کا تعامل و سنت جس پر آپ نے اپنے پیروؤں کو قائم کر دیا۔ اور اس پر عمل کروا کر پختہ بنا دیا اور کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ چھوڑی (۳) اقوال و احادیث و تشریحی ارشادات و فرمودات ہیں۔ مگر یہ صرف تائیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ اگر احادیث مفقود بھی ہو جائیں تو بھی قرآن کریم اپنے رسول اکرم صلعم کی سنت کے ساتھ کامل و مکمل ہے۔ ہاں زائد چیز ہے جس کے افادہ کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

(۴) قرآن کریم نے فرمایا ہے وَکُلَّ شَیْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِیْلًا (بنی اسرائیل ع ۱۳) اور فرمایا وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ کُلِّ مَثَلٍ ۹۰ (زمر و کہف) کہ ہم نے اس قرآن میں بنیادی و اصولی طور پر ہر ضروری مسئلہ کے متعلق مثال بیان کر دی ہے تم اپنے اجتہاد سے کام لے کر پیش آنے والے مسئلہ کو اس پر قیاس کر لیا کرو۔

گویا اس نے خود اس آیت میں اجتہاد و قیاس کا دروازہ بھی کھلا رکھا ہے جس کے ذریعہ سے امور کو دیکھا جا سکتا ہے۔ اور تمہاری پیش آمدہ ضرورت کا حل نکل سکتا ہے

(۵) بعض مسائل ایسے ہیں جو وقتی ہوتے ہیں وہ مستقل نوعیت کے نہیں ہوتے۔ ان میں انسانی دماغ کے ارتقاء کیلئے جولانی کرنے کا میدان کھلا رہنا ضروری ہے۔ قرآن کریم نے اپنے عقلمند مخاطبین کو بار بار فرمایا ہے کہ تم ہر بات کے متعلق سوالات نہ کیا کرو کہ اس سے تمہاری عقل بیکار ہو جائے گی۔ اور تمہارے اجتہاد اور قیاس کی قوت نکمی ہو جائے گی۔ نیز اس کا کوئی ایک پہلو معین ہو جانے سے دوسرے پہلو بند ہو جائیں گے۔ اور تمہیں مختلف پہلوؤں کے پیدا ہونے پر دقت رہے گی اور تم کسی خاص پہلو پر مجبور کر دیے جاؤ گے۔ اور اس طرح تمہارا تمدن و معاشرت متاثر ہو کر تمہارا معاشرہ بعض خاص باتوں ہی کا پابند ہو کر رہ جائے گا فرمایا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ۔ یعنی بعض وقتی امور میں تمہاری تکلیف و دقت کے پیش نظر فیصلہ کرنے کے لئے تم کو آزادی دے دی گئی ہے یہ بھی

خدا تعالیٰ کا ایک خاص انعام ہے۔ پس اجتہاد و قیاس و استنباط و استخراج مسائل سے کام لے لیا کرو۔ اس کا نام قرآن کریم کی عدم تکمیل رکھنا عقلمند کا کام نہیں فرمایا اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا تم دلوں کے دروازے کھول کر قرآن پر تدبر کرو اور تفکر کیا کرو اس سے تمہاری مشکلات دور ہو جائیں گی

۶۔ علاوہ ازیں قرآن مجید سابقہ ابتدائی صحف انبیاء تورات۔ زبور انجیل وغیرہ میں تبدیلی و تحریف انسانی کو تسلیم کرنے کے باوجود ان کے متعلق مانتا ہے کہ ان میں ایک حد تک اصولی تعلیم موجود ہے۔ خدا تعالیٰ نے ان میں بھی ہدایت اور نور رکھا تھا۔ وہ ان کی موجود الوقت ہدایت و نور سے استفادہ کرنے کی بھی تلقین کرتا ہے۔ مگر اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ قرآن کریم پر قاضی و حَکَم ہیں۔ اور قرآن کریم ان کا محتاج ہے۔ اور ان کے بغیر اس کا گزارہ و چارہ نہیں۔ وہ ان کی ان پیشگوئیوں کو جو آنحضرت صلعم کے متعلق ہیں صحیح قرار دے کر ان کے ذریعہ سے آپ کو پہچاننے و ماننے کی اہل کتاب کو تلقین فرماتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ وہ اس بات کی طرف نہیں آتے اور بلا وجہ وہ ان سب کو حضرت مسیح کے متعلق قرار دے کر آپ کا انکار کر دیتے ہیں۔ یہ ہے رویہ ہمارے عیسائی بھائیوں کا۔

۷۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے متعلق بتا دیا ہوا ہے کہ وہ اس کے اندر رکھے گئے خزائن کو خود ضرورت کے وقت نکالتا رہے گا اور اس کے لئے اس نے جملہ مذاہب کے ذریعہ سے موعود اقوام عالم کی پیشگوئی کرا رکھی ہے۔ اور اس کے لئے اپنے نبی صلعم کے ذریعہ سے اطلاع دی ہوئی ہے کہ وہ آ کر قرآن کریم کو دوبارہ قائم کرے گا اور اس کے مخفی علوم کے خزائن کو دنیا پر ظاہر کرے گا اور اس کے ساتھ مجددین امت اور خلافت راشدہ کو بھی وابستہ کر دیا ہے۔ جو اس کی اس پوزیشن اور موقف و امتیاز کو نمایاں کرتے رہیں گے۔ چنانچہ اس موجودہ زمانے میں ان مخفی علوم کو اپنے مسیح پاک کے ذریعہ سے ظاہر کر کے اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام و وحی قرآن کریم کا متمم نہیں بلکہ آپ اس کے اندر موجود علوم و روحانی خزائن کے مظہر ہیں اور مسلمانوں کے اختلافات کا از روئے قرآن کریم فیصلہ کرنے کے لئے حَکَم و عدل مقرر ہیں۔ آپ اس کے مفسر و شارح ہیں مگر اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ آپ نے آ کر یہ فرمایا ہے کہ آپ کا الہام قرآن کریم کو کامل کرتا ہے

اس سے قبل وہ ناقص طور پر آیا تھا اگر اس طرح متکلم کی منشاء کے خلاف اس کی طرف انہونی باتیں منسوب کی جائیں گی تو امان اُٹھ جائے گی۔ یہود و نصاریٰ نے یہی طریق اختیار کیا ہے۔ پھر تو ان کو بھی حق بجانب قرار دینا ہو گا اور اس طرح تمام نبیوں کی تعلیمات پر پانی پھیر کر نبیاں بجانا ہو گا۔ مگر کون عقلمند اس ناپسندیدہ طریق کی حمایت کر سکتا ہے۔ اس لئے ایک طالب صادق، حقیقت کو اسم بامسمّٰی جان کر صحیح راستہ اختیار کرنا چاہئے

اس جگہ اس امر کا ذکر کر دینا بھی خالی از فائدہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو آسان بنا دیا ہے۔ وَلَقَدْ یَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّکْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّکِرٍ۔ اس نے اسے سہولت سے تلاوت کرنے اور حصول تعلیم و عمل کے لئے نہایت ہی اختصار کے ساتھ پیش فرمایا ہے۔ اس اختصار کی خاطر اس نے ایسا اسلوب بیان اختیار کیا ہے جس سے معانی میں وسعت پیدا ہو گئی ہے۔ اس طرح وہ مختصر بھی ہے، اور وسیع المعانی بھی۔ اگر وہ بھی بائیبل کی طرح طویل و موٹی کتاب ہوتی تو اس کے احکام بھی زیادہ تر نظروں سے اوجھل رہتے۔ اب تو وہ کثرت مطالعہ و تلاوت کی وجہ سے سامنے رہتے ہیں۔ پس کثرت مطالعہ کے لئے جہاں اس کے اندر شوق کے لئے فصاحت و بلاغت اور طرز ادا و شیرینی ایسی رکھی گئی ہے وہاں ایسا اسلوب بیان اختیار کیا گیا ہے کہ وہ مختصر بھی ہے اور وسیع المعنی بھی ہو۔ مثلاً جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے کہ اس کے ظاہر کے ساتھ باطن بھی رکھ دیا اور باطن کے آگے کئی بطون رکھے ہیں۔ اور ان بطون کا کھولنا اس نے اپنے ہاتھ لیا ہے اور اس کیلئے مجددین و مسیح موعود کا وعدہ دیا اور فرمایا ہے اِنَّ عَلَیْنَا بَیَانَهٗ کہ ہر زمانہ میں حسب ضرورت اس کے معنی و علوم کو ہم خود ظاہر کیا کریں گے۔

ایسا ہی اس نے وقت کے لوگوں کے عمل و عدم عمل سے بھی فائدہ اٹھایا ہے جو باتیں ان کے اندر قابل عمل رائج تھیں ان کے متعلق ذکر کئے بغیر ان کو قائم رہنے دیا اور نبی کریم صلعم نے عمل سے اس کی تائید کرا دی۔ اور جو باتیں ان میں ناقابل عمل تھیں اور وہ ان سے بچتے تھے ان کو بھی ویسے ہی رہنے دیا اور ان کے روکنے کی مزید ضرورت نہیں سمجھی۔ علاوہ ازیں لازم و ملزوم میں سے ملزوم کا ذکر کر دیا جس سے لازم امر خود بخود معلوم ہو جاتا ہے۔ پھر اس نے بعض جگہ صفت و موصوف میں سے

صرف صفات کا ذکر کر کے موصوف کا ذکر حذف کر دیا اور یوں زمانہ کے لحاظ سے اس کے معنوں میں بھی وسعت پیدا کر دی ایسا ہی اس نے بعض جگہ لمبے لمبے بیانات کو مختصر لفظوں میں اس طرح بیان کر دیا کہ بعض غیر ضروری حصوں کا ذکر خود بخود سامنے آ جاتا ہے۔ اسے بیان کرنا ضروری نہ خیال کر کے ترک کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ فقروں کی بجائے الفاظ سے اور حرکت و سکنات سے کام لیا ہے۔ غیر مسلم معترضین عیسائی بھائی ان امور کو خاطر میں نہیں لاتے۔ ان کے ہاں ان باتوں کی کمی ہے جس کی وجہ سے ان کے انبیاء کے صحف بے ڈھنگے نظر آتے ہیں اور پھر حشو و زوائد سے بھرے پڑے ہیں بہر حال قرآن کریم نے لمبے لمبے مضامین اور وسیع تفصیلات کو اشاروں میں بیان کیا ہے اسے مدنظر رکھنا بہر حال ضروری امر ہے۔ یہی باتیں قرآن کریم کا کمال ہیں اور اس کے حسن کو دوبالا کر رہی اور اسے مرغوب خاطر بنا رہی اور اسے آسان کر رہی ہیں ورنہ اگر اس کے اندر غیر ضروری تفصیلات کو طول دیا جاتا تو اس کی ضخامت اس قدر بڑھ جاتی کہ اسے طبائع انسانی برداشت ہی نہ کر سکتیں اور اس کی تلاوت و مطالعہ و تدبر و غور و فکر و عمل سے بے نیاز ہو جاتیں یہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے قرآن کریم بہت ہی آسان بنا دیا ہے اور اس کے اندر مضامین کوٹ کوٹ کر بھر دئے ہیں گویا سمندر کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ اب وہ مضامین حسب ضرورت کھلتے جاتے ہیں اور وہ باتیں نکلتی آتی ہیں جن کے متعلق پہلے وہم و گمان بھی نہ تھا اب وہی باتیں نمایاں طور پر نظر آ رہی ہیں۔ گویا قرآن کریم ایک مکتوب کی مانند ہے جو پھیلتا رہتا ہے۔ اور ضرورت کے مطابق اس کی بہت سی باتیں خود بخود ہی سامنے آ جاتی ہیں۔ مثلاً قرآن کریم میں ایک آیت ہے جس میں آیا ہے وَالنّٰشِرٰتِ نَشْرًا اس میں اللہ تعالیٰ نے ناشرات کا موصوف حذف کر کے معنی میں وسعت پیدا کر دی ہے اگر موصوف مذکور ہوتا تو اس سے صرف ایک ہی چیز مراد ہو سکتی تھی مگر اب ہر زمانہ کے لحاظ سے ناشرات الگ الگ ہیں اور مثلاً پہلے زمانہ میں اس سے مراد ملائکہ اور پوشیدہ ارواح اور اسلامی جماعتیں اور قرآن کریم کے نسخے مراد تھے تو موجودہ زمانہ میں ان کے علاوہ آلات نشر یہ بھی مراد ہیں۔ اور ان آلات میں بجلی کی ایجاد۔ لاؤڈ سپیکر ریڈیو۔ ٹیلیویژن رسل و رسائل کے سامان ہوائی جہاز اور راکٹوں وغیرہ سامانوں کی آئندہ کثرت پیدا وار کی طرف اشارہ ہے اور بتایا گیا ہے کہ ایک زمانہ آنے والا ہے جس میں اسلام کی آخری فتوحات و عالمگیر غلبہ کے سامان اللہ تعالیٰ کی طرف سے وسیع طور پر پیدا کر دئے جائیں گے (علیٰ ہذا القیاس) (باقی)

تحریکِ جدید ـــ ایک عظیم الشّان مالی جہاد

از مکرم مولوی بشارت احمد صاحب فاضل مبلغ جمبہ ہماچل پردیش

اللہ تبارک تعالےٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (البقرہ ۲۶۲)

یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں قومی و ملی مفاد کے لئے اپنے اموال کو خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جو زمین میں ڈالا جائے اور سات بالیاں اگائے اور ہر ایک بالی میں سو دانہ ہو۔ اللہ تعالےٰ جس کے مال کو جتنا چاہے بڑھا سکتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ بڑی وسعت والا ہے۔

یہ کتنی بڑی خوشخبری ہے کہ ہم جو کچھ خرچ کرتے ہیں اللہ تعالےٰ اسے ضائع نہیں کرتا بلکہ اپنی طرف سے سات صد گنا یا اس سے زیادہ اس مال کو بڑھاتا ہے۔ تحریکِ جدید جو کہ الٰہی تحریک ہے ہمیں چاہیئے اس میں حصہ لے کر اپنے مالوں کو بڑھائیں۔ اور لفظ قربانی کے معنی یہی ہیں کہ اپنی ضرورتوں کو خدا کے لئے قربان کرنا، اپنے احساسات جذبات و خواہشات کو دین کے لئے کچلنا اپنی ضروریات کو کم کرنا اور خدا کی راہ میں چندے دینا۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ خدا کی راہ میں خرچ کرنے والا کبھی مفلس و محتاج نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالےٰ اپنے بندے کو انعامات سے نوازتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

از بذلِ مال در رہش کسے مفلس نمی گردد
خدا خود میشود ناصر اگر ہمت شود پیدا

مبارک سال

۱۳۱۳ ہجری شمسی مطابق ۱۹۳۴ء وہ مبارک و خوش آیند سال تھا جس میں آسمان پر خداوند کریم نے اسلام کے استحکام کے لئے ایک نئی تحریک کا فیصلہ فرمایا۔ اس تحریک کو ایک عظیم الشان انسان کے ہاتھوں قائم فرمایا ہاں وہی عظیم الشان انسان جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بشارت دی گئی تھی کہ اللہ تعالےٰ جماعت کی امامت عطا کرے گا اور اعلائے کلمۃ اللہ کا عظیم الشان کام آپ سے لے گا چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۳۱۳ ہجری شمسی میں اس تحریک کا اعلان کرتے ہوئے ایک اہم اور مہتم بالشان مقصد اس کا یہ بیان فرمایا کہ

”اس الٰہی تحریک کا مقصد یہی ہے کہ اس کے ذریعہ ہمارے پاس ایک رقم جمع ہو جس سے کہ خدا کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی و سہولت کے ساتھ پہنچایا جاسکے“

اسی طرح تحریکِ جدید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

”یاد رکھو تحریکِ جدید خدا تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ بفضلِ خدا تحریکِ جدید کی نیکی ان نیکیوں میں سے ہے کہ جو لوگ اخلاص سے راہِ خدا میں قربانی کریں گے، اور متواتر کرتے جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کو موت کے بعد بھی ثواب عطا فرماتا رہیگا۔ اس لئے کہ تحریکِ جدید کے چندے سے وہ کام کئے جا رہے ہیں جو تبلیغِ اسلام کے لئے صدقہ جاریہ کی ایک مستقل حیثیت رکھتے ہیں۔“

نیز فرمایا:۔

”وہ لوگ جو متواتر حصہ لیں گے وہ وہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کشف کو پورا کرنے میں حصہ لینے والے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ۱۸۹۱ء میں دکھایا تھا جس میں پانچ ہزار فوج کا دیا جانا ظاہر کیا گیا تھا۔ پس مبارک ہیں وہ جو اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں ان کا نام ادب و احترام سے تاریخِ اسلام میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔“

مجاہدینِ تحریکِ جدید کا کارنامہ

مغربی ممالک میں اسلام عیسائیت کے نارو احملوں سے بطاہر بے دست و پا ہو چکا تھا۔ مشرقی ممالک میں مسلمان عیسائی مشنادوں سے خائف ہو کر اندھا دھند عیسائیت قبول کرتے جا رہے تھے۔ یہ تحریکِ جدید کا زبردست کارنامہ ہے کہ آج وہاں اسلام کے پرستاروں کے ذریعہ تثلیث کی بجائے توحیدِ الٰہی کی صدا گونج رہی ہے۔ اور عیسائی منادِ مجاہدینِ تحریکِ جدید کی تاب نہ لاکر میدان چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ پھر یہ تحریکِ جدید کا عظیم المرتبت اور مہتم بالشان کارنامہ ہے کہ اس نے عیسائی حلقہ میں ایک کھلبلی مچا دی اور وہ جو بلند بانگ دعوے کیا کرتے تھے کہ اسلام چند دنوں کا مہمان ہے آج وہ خود ہی اپنے مذہب عیسائیت کو چند روزہ مہمان سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں

حضرت مصلح موعود کی زندہ یادگار

آیئے آج ہم تحریکِ جدید میں حصہ لے کر اس مبارک وجود مسعود کی یاد کو تازہ کریں اور اسی محسن کے احسانوں کو دوہرائیں اور ان کے کارہائے نمایاں کو ذرا نظرِ غائر سے دیکھیں جس نے اپنی زندگی کے ہر لمحہ کو خدائے یگانہ کے لئے وقف رکھا تھا جس نے اشاعتِ اسلام کی خاطر کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی۔ جس نے استحکامِ دینِ احمد کے لئے ہر مصیبت کو برداشت کیا اور ۷۷ سال کی عمر تک دیگر ادیانِ باطلہ پر اسلام و احمدیت کی صداقت، شوکت و برتری ثابت کرنے کے لئے برسرِ پیکار رہا۔ جس نے ملت کی خاطر راتوں کو دن بنائے رکھا۔ وہ کس بے بسی کی حالت میں اٹھا اور اکنافِ عالم میں اسلام و احمدیت کا ڈنکا بجا دیا۔ وہ صاحبِ عظمت وجود آج ہم میں نہیں لیکن ہر وہ شخص جو اپنے پیارے امام کے لئے سینہ میں ایک درد رکھتا ہے اس کے لئے وہ آج بھی زندہ ہے اس کے تئیں ہم اپنے خلوص و عقیدت اور پیار و محبت کا ثبوت اسی رنگ میں دے سکتے ہیں کہ تحریکِ جدید میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ پس تحریکِ جدید حضرت مصلح موعود کی عظیم یادگار ہے جس میں ہر مخلص احمدی کو حصہ لینا اور اس کی کامیابی کیلئے دعا کرنی چاہیئے

ہفتہ تحریکِ جدید

۴ر تا ۱۰ر اخاء ۱۳۴۸ ہجری شمسی مطابق ۴ر تا ۱۰ر اکتوبر ۱۹۶۹ء

جملہ احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال ہفتہ تحریکِ جدید مورخہ ۴ر سے ۱۰ر اخاء تک منائے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس لئے جملہ مبلغینِ کرام اور عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس غرض کے لئے اپنے اپنے ہاں ابھی سے تیاری شروع کر دیں۔ مقامی ریکارڈ کے مطابق وعدہ جات اور وصولی کی پوزیشن تیار کرلی جائے۔ احباب کو مختلف حلقوں میں تقسیم کرکے ان کو چندہ کی پوزیشن بتا دی جائے۔ اور پھر اس کے مطابق سو فیصدی وصولی کے لئے پوری کوشش کی جائے احباب کی سہولت کے لئے یہ بات بھی مدنظر رکھی گئی ہے کہ مورخہ ۳ر اخاء کو جمعہ ہے اس دن چونکہ تمام احباب اکٹھے ہوتے ہیں اس لئے اس دن پروگرام بنا لیا جائے اور مورخہ ۴ر اخاء سے کام شروع کر دیا جائے

دفتر ہذا اس غرض کے لئے مختلف اہل قلم احباب کی خدمت میں درخواست کر کے اخبار بدر میں اس تعلق میں مضامین شائع کروانے کے پروگرام پر بھی عمل کر رہا ہے جس سے احباب استفادہ کر سکیں گے

مجھے امید ہے کہ جملہ مبلغین کرام اور عہدیداران جماعت اس کے لئے ابھی سے مؤثر کوشش شروع کر دیں گے۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین

وکیل المال تحریکِ جدید قادیان

چندہ وقفِ جدید اور اطفال الاحمدیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔

”میں آج احمدی بچوں (لڑکوں اور لڑکیوں) سے اپیل کرتا ہوں کہ اے خدا اور اس کے رسول کے بچو! اٹھو اور آگے بڑھو اور تمہارے بڑوں کی غفلت کے نتیجہ میں وقفِ جدید کے کام میں جو رخنہ پڑ گیا ہے اسے پر کردو۔ اور اس کمزوری کو دور کردو جو اس تحریک کے کام میں واقع ہو گئی ہے“

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

جماعت احمدیہ رشی نگر کا کامیاب جلسہ سالانہ

جماعت ہائے احمدیہ کشمیر میں تبلیغی و تربیتی وفد کی آمد پر ہر سال تبلیغی و تربیتی جلسوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ امسال بھی ایسا پروگرام مرتب کیا گیا۔

مولانا بشیر احمد صاحب فاضل امیر وفد نے ان جلسوں کا آغاز رشی نگر سے کرنے کا فیصلہ فرمایا اور ۲۳ر ظہور کو جلسہ ہونا قرار پایا۔ ابتدائی طیاری کے ساتھ مورخہ $\frac{۲۰}{۸}$ مختلف دیہات میں خدام نے جلسہ کے پوسٹر لگائے اور جلسہ کے انعقاد کے لئے اعلیٰ سطح پر انتظامات کئے گئے۔

مبلغین کا وفد ایک روز قبل ۲۲ر اگست کو رشی نگر آ پہنچا جس سے سارے قصبہ میں خوشی اور مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ نماز مغرب کے بعد امیر وفد مولانا بشیر احمد صاحب فاضل احباب جماعت احمدیہ رشی نگر سے نماز کا ترجمہ کشمیری زبان میں سنا اور بعض ہدایات و نصائح فرمائیں۔ حالات کی روشنی میں یہ فیصلہ ہوا کہ جلسہ سالانہ مسجد میں منعقد کیا جائے اور یہ بھی طے کیا گیا کہ ساڑھے گیارہ بجے سے ایک بجے تک مستورات کا اجلاس ہو۔ کھانا اور نمازوں کے بعد دوسرا اجلاس مردوں کا ہو اور رات کے وقت تربیتی اجلاس منعقد کیا جائے۔

مورخہ ۲۳ر ظہور ۱۳۴۸ ہجری شمسی نماز فجر کے بعد مکرم مولوی غلام احمد شاہ صاحب مبلغ نے حدیث شریف کا درس کشمیری زبان میں دیا۔

لجنہ اماء اللہ کیلئے جلسہ

حسب پروگرام $۱۱\frac{۱}{۲}$ بجے پہلا اجلاس جو مستورات کے لئے مخصوص تھا زیر صدارت مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم رکن وفد شروع ہوا۔ کارروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظم

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا

سے ہوا۔ بعد ازاں مکرم مولوی سید غلام احمد شاہ صاحب مبلغ کنی پورہ اور مکرم مولوی غلام نبی صاحب فاضل مبلغ یادگیر کی تقاریر کشمیری زبان میں ہوئیں۔ ہر دو مقررین نے موثر طریق پر لجنات سے خطاب فرمایا۔ ہر دو مقررین نے حقوق والدین۔ بدرسومات کی مذمت از روئے اسلام بیان کرتے ہوئے حاضرات کو باعمل اور نیک مومنات بننے کی ترغیب و تحریص فرمائی۔

ازاں بعد محترم صدر جماعت احمدیہ رشی نگر جناب عبد السبحان صاحب نے لجنات سے کشمیری زبان میں خطاب فرمایا۔ اور ہر دو واعظین کی نصائح پر پوری طرح عمل کرنے کی تلقین فرمائی۔ اسی دوران میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کی نظم "وہ مظہر نور خدا ..." خوش الحانی سے سنائی اور آخر میں سورہ جمعہ کے آخری رکوع کا ترجمہ اور تفسیر بیان کی اور حاضرات کو عمل کی تلقین کی۔ بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس

دوپہر کا کھانا کھانے اور نماز ظہر و عصر جمع کرکے ادا کرنے کے بعد دوسرا اجلاس ٹھیک $۲\frac{۱}{۲}$ بجے دوپہر زیر صدارت محترم مولانا بشیر احمد فاضل تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا جو محترم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے کی۔ اور بعد ازاں مکرم عبد المجید صاحب مضطر نے اپنی تیار کردہ نظم کشمیری زبان میں سنائی۔ جس کو دوستوں نے بہت پسند کیا۔ ازاں بعد مکرم مولوی شبیر احمد صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان رکن وفد نے پہلی تقریر "صداقت مسیح موعود" کے عنوان پر کی۔ آپ نے ماموریت اللہ کی صداقت کے قرآنی معیار بیان کرکے اپنی تقریر کو مکمل کیا۔ اس کے بعد مکرم مولوی غلام نبی صاحب مبلغ یادگیر نے "سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے عنوان پر کشمیری زبان میں پرجوش تقریر فرمائی۔

آپ کے بعد مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل نے "ظہور مسیح و مہدی" کے عنوان پر ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ آپ نے سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ یہ سورۃ سارے قرآن پاک کا خلاصہ ہے اور اس میں ایک زبردست پیشگوئی مسیح موعود کی پائی جاتی ہے۔ فاضل مقرر نے نہایت وضاحت کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ علامات دربارہ مسیح موعود، اور ان کا پورا ہونا ثابت کیا اور فرمایا کہ خدا تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا ہے اور اب انہی کے ذریعہ احیائے اسلام ہوگا یہی خدا کی تقدیر ہے جسے کوئی بدل نہیں سکتا

آپ کی تقریر کے بعد عزیزان بشیر احمد لون۔ غلام حسن گنائی اور غلام نبی میر نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظم

جمال و حسن قرآں نور جان ہر مسلماں ہے

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی۔ مکرم مولوی غلام نبی صاحب نے خوش ہو کر مبلغ ایک روپیہ اور مکرم محترم جناب الحاج مولانا بشیر احمد صاحب فاضل امیر وفد و صدر جلسہ نے مبلغ دو روپے انعام دیا۔

آخر میں محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے بعنوان "زندہ خدا" ایک نہایت عمدہ موثر اور مدلل و مفصلانہ تقریر فرمائی جسے حاضرین نے دلچسپی سے سنا۔ دوران تقریر میں فاضل مقرر نے ارض فلسطین اور قبلہ اول مسجد اقصےٰ کا بھی ذکر فرمایا اور فرمایا کہ اب دنیا میں جو روحانی انقلاب عظیم آنے والا ہے وہ احمدیت ہی کے ذریعہ آئے گا جو کسی مادی طاقت کا مرہون منت نہیں بلکہ روحانی طاقت سے۔ جو خدا نے مسیح موعود اور اس کی جماعت کو عطا فرمائی ہے۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے نصرت الٰہی اور تائید ربانی کے کئی ایمان افروز واقعات ولولہ انگیز رنگ میں بیان فرمائے اور آپ نے مخالفین کے اس اعتراض کا بھی مدلل جواب دیا جو بعض غیر ملکی رسائل نے اسرائیل میں موجود احمدیہ مشن کے سلسلہ میں کئے تھے۔

فاضل مقرر نے اپنی تقریر کے اختتام پر مسجد اقصےٰ کے جلائے جانے کے سلسلہ میں ایک ریزولیشن پاس کیا جس کی تائید حاضرین جلسہ نے پورے جوش و خروش کے ساتھ کی۔

ازاں بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے مکرم ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم کی نظم اللہ ھُو پڑھی اور حاضرین کو محظوظ فرمایا۔

ازاں بعد خاکسار نے اراکین وفد، عہدیداران جماعت۔ غیر احمدی دوستوں اور غیر مسلم بھائیوں کا دلی شکریہ ادا کیا۔ اس جلسہ میں مقامی جماعت کے علاوہ بیرونی جماعتوں آسنور۔ کنی پورہ۔ شورت۔ چک ایمرچھ اور دیگر جماعتوں کے احباب بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ علاوہ ازیں غیر احمدی دوست رام نگری جینا نگری اور ارد گرد کے دیہات سے بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ ان بھائیوں کے علاوہ ہمارے غیر مسلم بھائی جو ڈوگرہ قوم سے تعلق رکھتے ہیں یہ سب بخوشی ہمارے جلسہ میں تشریف لائے اور ہمارے جلسہ کی رونق بڑھائی۔ الحمد للہ کہ ہمارا یہ جلسہ بہت کامیاب رہا۔

شبینہ تربیتی اجلاس

رات کو بعد نماز مغرب و عشاء ٹھیک آٹھ بجے تیسرا تربیتی اجلاس زیر صدارت مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل شروع ہوا تلاوت کلام پاک مکرم عبد السلام صاحب میر نے کی۔ اور عزیزان حمید اللہ بانڈے اور محمد امین گنائی نے نظم خوش الحانی سے سنائی۔ بعد ازاں مولانا بشیر احمد صاحب فاضل امیر وفد نے موثر انداز میں ایک مبسوط تقریر فرمائی۔ فاضل مقرر نے اخوت باہمی۔ اہل و عیال کے حقوق۔ صفائی اور پردے پر روشنی ڈالی۔ ازاں بعد صدر جلسہ نے مختلف نصائح پر بعد از دعا یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ الحمد للہ

شورت آسنور۔ کنی پورہ۔ چک ایمرچھ سے جو مہمان آئے تھے اسی طرح دیگر سب مہمانوں کی خدمت کے سلسلہ میں صدر محترم ماسٹر عبد الرحمٰن صاحب بی اے۔ مکرم ماسٹر محمد ایوب صاحب گنائی اور مکرم ماسٹر عبد السلام صاحب لون خاص شکریہ کے مستحق ہیں جزاہم اللہ خیراً۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان مساعی کو قبول فرمائے۔

خاکسار منظور احمد مبلغ انچارج رکن وفد [illegible]

اخبار بدر رعایتی قیمت پر

صاحب حیثیت دوستوں کیلئے ثواب کا موقع

ایک دوست نے کچھ رقم اس تجویز کے ساتھ اعانت بدر کے لئے عطا فرمانے کا وعدہ فرمایا تھا۔ کہ جو ایسے مستحق دوست نصف قیمت ادا کرکے اپنے نام سال بھر کے لئے اخبار بدر لگوانا چاہیں تو نصف قیمت اس فنڈ سے ادا کی جائے۔ ایسے مستحق دوستوں کی درخواستیں موصول ہو رہی ہیں لیکن دوسرے ذی ثروت دوستوں کے لئے بھی ثواب حاصل کرنے کا یہ ایک اچھا موقع ہے۔ اخبار کی اس طرح اعانت سے اس کی اشاعت بھی بڑھے گی اور زیادہ سے زیادہ احباب اپنے مرکزی اخبار کا مطالعہ کرکے اس سے روحانی اور تبلیغی [illegible] کر سکیں گے۔ ادارہ ان دوستوں کا خصوصیت سے شکر گزار ہوگا جو اس طور پر [illegible] کرکے اس کی اشاعت بڑھانے میں مدد دیں گے۔ ایسے احباب قرآن کریم کی آیت کریمہ تَنصُرُوا اللّٰہَ یَنصُرْکُمْ وَیُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ پر مد نظر نگاہ رکھیں اور اس کی برکات کے حقدار بننے کی کوشش کریں

بدر کی نصف قیمت پانچ روپیہ ہے اور یہ ایسی رقم ہے کہ جماعت کے بہت سے احباب آسانی کے ساتھ اس اعانت میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے احباب کو اس کار خیر میں حصہ لینے کی توفیق بخشے۔ آمین

مینیجر بدر۔ قادیان

وصیّت کے ذریعہ نظامِ نو کی تعمیر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غرض بعثت الہام الٰہی میں یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ یُحْیِی الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ یعنی آپ کے ذریعہ سے آئندہ دین اسلام کا احیاء اور شریعت محمدیہ کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

آپ نے جہاں غیر معمولی مخالفانہ حالات میں اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پاکر ایک جماعت قائم کر دی جس کے افراد کے دلوں میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنے کا جذبہ پیدا فرمایا وہاں اسلامی تعلیم کو وسیع پیمانہ پر دنیا میں رائج کرنے کا ایک عظیم الشان تبلیغی نظام بھی پیش فرمایا۔ آپ نے اعلان فرمایا کہ اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے جو حقیقی جنت کے وارث ہونا چاہتے ہیں یہ انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی خوشی سے اپنے مال کا کم از کم دسواں اور زیادہ سے زیادہ تیسرا حصہ نظامِ وصیت کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیں۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خاص اسی غرض کے لئے ایک رسالہ بنام "الوصیت" شائع فرمایا جس میں وصیت کے عظیم الشان روحانی نظام میں شامل ہونے والے مخلصین کے بارہ میں فرمایا:-

"خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ ایسے کامل الایمان ایک ہی جگہ دفن ہوں تا آئندہ نسلیں ایک ہی جگہ ان کو دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کریں۔ تا ان کے کارنامے یعنی جو خدا تعالیٰ کے لئے انہوں نے دینی کام کئے ہمیشہ کے لئے قوم پر ظاہر ہوں"

اس قبرستان یعنی بہشتی مقبرہ کے متعلق بعض الٰہی بشارتوں کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:-

"اس قبرستان کے لئے بڑی بھاری بشارتیں مجھے ملی ہیں اور نہ صرف خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ یہ مقبرہ بہشتی ہے بلکہ یہ بھی فرمایا کہ اُنْزِلَ فِیْھَا کُلُّ رَحْمَۃٍ یعنی ہر ایک قسم کی رحمت اس قبرستان میں اتار دی گئی ہے اور کسی قسم کی رحمت نہیں جو اس قبرستان والوں کو اس سے حصہ نہیں" (الوصیت)

حضور علیہ السلام اس قبرستان کے متعلق تین مرتبہ دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اس کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔" (الوصیت)

نظامِ وصیت میں شامل ہو کر اپنے مالوں کی قربانی کرنے والوں کے مالوں کا مصرف آپ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا:-

"یہ مالی آمدنی ایک بااَمانت اور اہل انجمن کے سپرد رہے گی اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام اور اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے حسب ہدایت مذکورہ خرچ کریں گے ...... ان اموال میں ان یتیموں اور مسکینوں اور نومسلموں کا بھی حق ہوگا جو کافی طور پر وجوہ معاش نہیں رکھتے اور سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں" (الوصیت)

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصیت کی اہمیت یوں بیان فرماتے ہیں:-

"اے دوستو! جنہوں نے وصیت کی ہوئی ہے سمجھ لو کہ آپ نے نظامِ نو کی بنیاد رکھ دی ہے۔ اس نظامِ نو کی جو اس کی اور اس کے خاندان کی حفاظت کا بنیادی پتھر ہے۔ اے دوستو! دنیا کا نیا نظام دین کو مٹا کر بنایا جا رہا ہے تم تحریک جدید اور وصیت کے ذریعہ سے اس سے بہتر نظام دین کو قائم رکھتے ہوئے تیار کرو مگر جلدی کرو کہ دوڑ میں جو آگے نکل جاوے وہی جیتتا ہے"

اسی طرح حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا:-

"پس تم جلد سے جلد وصیتیں کرو تا کہ جلد سے جلد نظامِ نو کی تعمیر ہو اور وہ مبارک دن آ جائے جبکہ چاروں طرف اسلام اور احمدیت کا جھنڈا لہرانے لگے"

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب کو اس عظیم الشان روحانی نظام میں شامل ہونے کی توفیق بخشے۔ آمین

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت کے متعلق کسی قسم کا کوئی اعتراض ہو تو وہ وصیت کی تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو اطلاع دے۔
سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۳۶۹۴ منکہ محمد محی الدین ولد محمد قاسم صاحب مرحوم قوم مسلمان پیشہ تجارت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن چنتہ کنٹہ ڈاک خانہ خاص ضلع محبوب نگر صوبہ آندھرا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۶۸ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری جائداد حسب ذیل ہے:- (۱) ایک مکان خام واقع چنتہ کنٹہ قیمت دو ہزار روپیہ جو والد صاحب مرحوم کا ترکہ ہے اور چار بھائی ایک بہن میں مشترک ہے موصی کا حصہ $\frac{2}{9}$ ہے نمبر مکان $\frac{1}{4}$۔۷ حدود اربعہ مغرب عام راستہ جنوب مکان اعظم مارک بیڑی مشرق دنگر شمال راج محمد احمدی (۲) اراضی سولہ ایکڑ خشکی جو والد صاحب مرحوم کا ترکہ ہے اور چار بھائی ایک بہن میں مشترک ہے۔ اس میں موصی کا $\frac{2}{9}$ حصہ ہے۔ (۳) راس المال تجارت میں مبلغ دو ہزار روپیہ ہے۔ آمد بذریعہ تجارت سالانہ مبلغ پندرہ سو روپیہ ہے میں اپنی مندرجہ صدر جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان پنجاب کرتا ہوں میری یہ وصیت آئندہ میری آمد و جائداد پر بھی حاوی ہوگی۔ میری وفات کے وقت میری جو بھی جائداد منقولہ و غیر منقولہ ہوگی اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی

العبد محمد محی الدین ولد محمد قاسم صاحب مرحوم گواہ محمد معین الدین صدر جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ
گواہ شد حسن محمد کلال سیکرٹری مال جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ $\frac{3}{68}$ ۲۸

وصیت نمبر ۱۳۷۶۲ منکہ عبد الحلیم ولد شیخ قمر علی صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت (مبلغ) عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۶ $\frac{1}{69}$ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری اس وقت منقولہ و غیر منقولہ کوئی جائداد نہیں ہے۔ البتہ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ملازم ہوں اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے مجھے ماہوار ۷۰/- روپے ملتے ہیں میں اپنی آمد کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی میری منقولہ و غیر منقولہ جائداد ثابت ہوگی یا میں پیدا کروں گا تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اس جائداد کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت جو بھی میری جائداد ثابت ہوگی اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد شیخ عبد الحلیم موصی ۱۶ $\frac{1}{69}$
گواہ شد شیخ محمد ولد قطب الدین موصی نمبر ۱۰۰۲۹ ساکن قادیان کارکن دفتر بہشتی مقبرہ قادیان
گواہ شد قریشی سعید احمد کارکن دفتر جائداد قادیان ۱۰ $\frac{1}{69}$

وصیت نمبر ۱۳۷۶۹ منکہ اقبال النساء زوجہ محمد کریم الدین صاحب شاہد پیشہ خانہ داری عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاک خانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۸ $\frac{7}{69}$ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:-

میری کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں البتہ منقولہ جائداد درج ذیل ہے (۱) مہر بذمہ خاوند ایک ہزار روپیہ (۲) طلائی زیورات قیمتی ایک ہزار ایک سو ساٹھ روپیہ جن کی تفصیل یہ ہے ۱۔ نکلس وزنی $\frac{1}{2}$۲۲ گرام قیمت ۳۶۰ روپیہ ۲۔ نکلس وزنی ۱۷ گرام قیمت ۲۷۲ روپیہ ۳۔ انگوٹھیاں پانچ عدد وزنی سولہ گرام قیمت ۲۵۶ روپیہ ۴۔ ٹاپس مع ایرنگ وزنی دس گرام قیمتی ۱۶۰ روپیہ ۵۔ سچا دکانے دانوں کا ہار وزنی ۷ گرام قیمت ۱۱۲ روپیہ میں اپنی اس جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ میری وفات پر ثابت ہوگی تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں کوشش کروں گی کہ بالاقساط حصہ جائداد اپنی زندگی میں ادا کر دوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ اقبال النساء بیگم نکہت ۲۸ $\frac{7}{69}$
گواہ شد محمد کریم الدین شاہد خاوند موصیہ ۲۸ $\frac{7}{69}$
گواہ شد (حضرت مولوی) عبد الرحمٰن امیر جماعت احمدیہ قادیان ۲۸ $\frac{7}{69}$

موجودہ انتشار ——— اور ——— ضرورتِ اجتماعیت

ازمکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم یادگیر (میسور)

انسان فطرتاً مدنی الطبع واقع ہوا ہے اور اپنی معاشرتی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک دوسرے کا سخت محتاج ہے یا یوں کہیئے کہ اجتماعیت اور اس کی زندگی دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں پس جب تک بنی نوع انسان اجتماعیت کے تقاضوں کی پابندی نہیں کرتے ان کی زندگی مثالی زندگی نہیں کہلا سکتی۔ اسلام کی عالمگیر تعلیم نے اسی بات کو ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ:۔

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ

ترجمہ۔ اے مسلمانو! تم مشرکوں کی طرح نہ بنو جنہوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ در گروہ ہو گئے۔ پھر اپنے اپنے اعتقاد و عمل پر خوش ہو گئے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو زندگی گزارنے کا جو گر بتایا ہے وہ یہ ہے کہ اجتماعیت میں ہی تمہارا فائدہ ہے۔ تمہارے دین کا فائدہ۔ تمہارے ماحول کا فائدہ اور تمہاری اخروی زندگی کا فائدہ ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تم ایک جسم اور ایک جان ہو کر زندگی گزارو تاکہ تمہاری زندگی بہشتی زندگی اور حیاتِ طیبہ بن سکے

مگر افسوس کہ آج مسلمانوں نے اس عظیم الشان تعلیم سے منہ موڑ لیا ہے ہر ایک نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنائی ہے۔ ایک دوسرے پر کفر کے فتوے کسے جاتے ہیں اور قرآن پاک کی اس شاندار تعلیم کو پس پشت ڈال کر اپنی من مانی حکومتیں اور جماعتیں قائم کی جاتی ہیں جب قرآن کریم کی تعلیم سے مسلمانوں نے روگردانی کی تو اتحاد و اتفاق جاتا رہا۔ امن و امان اٹھ گیا مسلمانوں پر سیاسی اور روحانی زوال آ گیا۔ اور آج ہر زبان پر جملہ استفہامیہ بنا ہوا ہے کہ مسلمان کیوں خستہ حالی میں پڑے ہوئے ہیں؟ اس کا جواب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے کہ ان میں اب اجتماعیت نہیں رہی بلکہ ان کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آج کا مسلمان اپنی موجودہ زبوں حالی کی وجہ سے اس درجہ احساسِ کمتری میں مبتلا ہو چکا ہے کہ خود اپنی حقیقت سے ناآشنا ہو گیا ہے۔ مسلمانوں نے خلافت کی اس خداداد نعمت سے، جو ان کو امن و امان کی زندگی دینے والی تھی، منہ موڑ کر ہزیمت اٹھائی حالانکہ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا تھا کہ مسلمانوں کا رعب و دبدبہ رکھنے کے لئے میں نے خلافت کو ان کے لئے بطور انعام قائم کیا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں میں خلافت رہی اتحاد و اتفاق بھی قائم رہا۔ ہر فن میں مسلمانوں نے ترقی کی۔ دینی اور دنیاوی نعمتوں سے خدائے ذوالجلال نے ان کو نوازا لیکن جب آسمانی بادشاہت کی جگہ انسانی بادشاہتیں قائم ہو گئیں اور ایک واجب الاطاعت امام کی جگہ سینکڑوں امام پیدا ہو گئے تو مسلمانوں کی ہوا جاتی رہی۔ ان کا رعب اٹھ گیا۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ اختلاف اور فرقہ داریت کا وجود ہی کسی قوم کی ہلاکت و بربادی کا سب سے بڑا سبب ہے۔

سرورِ کائنات کی پیشخبری

خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے آئندہ حالات سے باخبر کیا تھا چنانچہ آپؐ نے فرمایا:۔ تدور رحي الاسلام بخمس وثلاثين او ست وثلاثين او سبع وثلاثين فان يهلكوا فسبيل من هلك وان يقم لهم دينهم يقم لهم سبعين عاماً۔

یعنی دینِ اسلام کی کمال درجہ احسان و ایمان کی چکی ۳۵ھ یا ۳۶ھ یا ۳۷ھ تک چلتی رہے گی۔ اگر وہ برباد ہو جائیں تو ان کی سبیل وہی ہے جو ہلاک شدہ قوموں کی ہے۔ اگر ان کا دین قائم رہا تو ستر ۷۰ سال تک قائم رہے گا

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ اشارہ دراصل خلافت کی طرف ہے۔ اور بعد میں ہوا بھی ایسا ہی۔ یعنی جب تک خلافتِ راشدہ رہی مسلمانوں کا رعب دنیا پر چھایا رہا۔ اور جب خلافت ختم ہو گئی تو مسلمان پستی میں گرتے چلے گئے۔ یعنی کہ سرورِ کائنات کی وہ پیشخبری کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ اسلام نام کا رہ جائے گا۔ قرآن کریم رسمی طور پر پڑھا جائے گا اور مسجد بجائے آباد ہونے کے ویران ہوں گی۔ حرف بحرف پورا ہوا خلافتِ راشدہ کے بعد جب تک صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور ان کے صحبت یافتہ موجود رہے کسی قدر امن و امان اور اتحاد و اتفاق بھی رہا لیکن بعد میں جب امتِ اسلامیہ کی باگ ڈور دنیا پرست لوگوں کے ہاتھوں میں آ گئی تو مسلم قوم کی عزت و آبرو مٹ گئی۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ جہاں سرورِ کائنات محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کے تفرقہ و اختلاف اور بربادی و کمزوری کا ذکر فرمایا تھا وہاں آپؐ نے پھر ان میں قیام خلافت علی منہاج نبوت کے ذریعہ ہی آسمانی حکومت کے از سرِ نو قائم ہونے کی خوشخبری بھی دی ہے جیسا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ لن تهلك امة انا في اولها والمسيح ابن مريم في اخرها

(جامع الصغیر السیوطی جلد ۲ صفحہ ۱۰۶)

یعنی میری امت ہرگز ہلاک نہیں ہو سکتی ہے اس لئے کہ اس کے ابتداء میں میں ہوں اور آخر میں مسیح موعود ہوں گے۔

گویا کہ وہ وجود اس امت کے لئے دو محفوظ قلعوں کی طرح ہیں۔ اور انہی دو سے اسلام کی حفاظت اور اس کی ترقی وابستہ ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا جاتا ہے کہ امتِ محمدیہ پر کبھی زوال بھی آئے گا لیکن وہ دائمی نہیں ہوگا۔ بلکہ وقتی ہوگا۔ پھر جب مسیح موعود نزول فرمائیں گے تو وہ زوال ترقی و عروج میں بدل جائے گا۔

علماء کا اجماع

چنانچہ تمام علماء دین کا اس پر اجماع ہے کہ مسیح موعود ہی مسلمانوں کی بگڑی کو بنائیں گے۔ اور اتحاد و اتفاق کو قائم کر کے دین اسلام کو غالب کریں گے اور پھر سے آسمانی حکومت دنیا میں قائم کر کے انسانیت کے لئے سکھ اور چین کے سامان میسر فرمائیں گے۔ چنانچہ سید شاہ محمد شاہ قادری تفسیر الفرقان میں سورۂ فاتحہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جس وقت تک یہ عقلِ انسانی کی شیطانی اغوا والی حکومت رہے گی تب تک جنت کی زندگی کا حصول ناممکن ہے، جو حقیقی امن و امان، سکھ چین والی ہو۔ یہ آسمانی حکومت مسیح مہدی سے شروع ہوگی اور تمام دنیا فردوسی زندگی سے مستفید ہوگی بلکہ اس کے بعد پیدا کرنے والی آسمانی حکومت ہے۔ (ملکوت السماء) جس کی اناجیل میں پیشگوئیاں ہیں اور جس کے مطابق حضور سرورِ عالم بذریعہ امامت و بیعت نہ کہ بادشاہت و شہنشاہت، اس کا افتتاح فرما چکے اور جو خلافتِ راشدہ کی صورت میں ۳۰ھ یا ۴۰ھ تک کم و بیش چلتی رہی۔ اور پھر بند ہو کر از سرِ نو بذریعہ مسیح و مہدی قائم ہونے کی نسبت قرآن و احادیث و کتب الہامیہ سابقہ کی ان گنت پیشگوئیاں موجود ہیں۔"

(تفسیر الفرقان فائدہ صفحہ ۶۵ مطبوعہ مستعد پور)

آپ یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ مسیح موعود امت محمدیہ میں سے ہی ہوگا۔ باہر سے نہیں آ سکتا چنانچہ اسی تفسیر کے صفحہ ۸۲ و صفحہ ۸۳ پر لکھتے ہیں:۔

"مسیح ناصری یعنی حضرت عیسےٰ آخر انبیائے بنی اسرائیل درحقیقت کلمۃ اللہ و روح اللہ اور نفخ روح القدس کے بشکل انسان ایک مظہر تھے وہ اٹھ گئے اور پھر اسی نفخہ جبرئیلی اور حقیقت مسیحیہ کا ظہور ایک فاطمی شخص محمد نامی میں ہوگا۔ درحقیقت امتِ محمدیہ کو اب کسی اسرائیلی نبی کی ضرورت نہیں کیونکہ اسرائیل کا دفتر روئے زمین سے اٹھ چکا ہے"

مگر افسوس کہ جب وہی مسیح و مہدی عین وقت پر آسمانی حکومت یعنی خلافتِ حقہ قائم کرنے آیا سب نے یکزباں ہو کر اس آیت کی تصدیق کی کہ وَكَانُوا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ آپ پر کفر کے فتوے لگائے گئے اور اس بنا پر اس کے منکر ہو گئے کہ وہ بنی اسرائیل میں سے ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ امتِ محمدیہ میں سے ظاہر ہوا ہے۔ اب مسلمان یہ محسوس کر رہے ہیں کہ ہم ہلاکت کی طرف جا رہے ہیں لیکن ایسے احساس کا کیا فائدہ جس میں سمجھنے کی قوت نہ ہو۔ بلکہ بغض و حسد اور کینہ بھرا ہوا ہو۔

اپنی زبوں حالی کا احساس

یوں تو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے حق کی تبلیغ کا فریضہ ضروری قرار دیا ہے۔ بلکہ تبلیغ حق کو مسلمانوں کا طرۂ امتیاز اور سب سے بڑا فریضہ قرار دیا گیا ہے۔ یہ اہم فریضہ بھی درحقیقت خلافت سے ہی وابستہ ہے اور نظامِ خلافت کے فقدان سے مسلمانوں کو جو ناقابلِ تلافی نقصان اٹھانا پڑا ہے خود علماء کو اب بخوبی اس کا احساس ہو گیا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں اخبار "دعوت" دہلی عید الاضحیٰ نمبر میں انعام الرحمٰن خان کا ایک مضمون شائع ہوا تھا

اس میں آپ نے اس اصل پر خاص زور دیا ہے کہ تبلیغ بھی خلافت ہی سے منسلک ہے اور اس ادارے کو ہمیں سردھڑ کی بازی لگا کر قائم کرنا چاہیئے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

”اگر ہمیں اسلام کو جاہلیت کی یلغار سے بچانا اور حق کی شہادت دے کر خیر امت بننا ہے تو اسلام کی دعوت کو اور اس کی ذمہ داریوں اور اس کے مختلف مرحلوں کو انکی حقیقی شکل میں دیکھنا ہوگا جس کا خلاصہ ایک عالم دین کے الفاظ میں یہ ہے:۔

.... آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تمام دنیا میں قیامت تک کے لئے تبلیغ دین کی جو ذمہ داری ڈالی گئی تھی اس کی طرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے نشاندہی فرما کر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی تکمیل کا کام اپنی امت کے سپرد فرمایا تاکہ یہ امت ہر ملک، ہر قوم اور ہر زبان میں قیامت تک اس دین کی تبلیغ کرتی رہے

س تبلیغ کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ شرط مقرر ہے کہ دل سے کی جائے۔ زبان سے کی جائے عمل سے کی جائے۔ بلا تقسیم و تفریق پورے دین کی کی جائے۔ اور اگر ضرورت لاحق ہو تو جان دے کر کی جائے۔

اس جماعتی فرض کی ادائیگی کا با نظم ادارہ خلافت کا ادارہ تھا اور جب تک یہ ادارہ موجود تھا ہر مسلمان اس فرض کی ذمہ داریوں سے سبکدوش تھا۔ اس ادارہ کے منتشر ہو جانے کے بعد اس فرض کی ذمہ داری امت کے تمام افراد پر ان کے درجہ اور استعداد کے لحاظ سے تقسیم ہو گی۔“

آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

”اب اس فرض کی مسئولیت اور ذمہ داری سے سبکدوش ہونے کے لئے دو ہی راہیں مسلمانوں کے لئے باقی رہ گئی ہیں۔ یا تو اس ادارہ کو قائم کریں یا کم از کم اس کو قائم کرنے کے لئے سردھڑ کی بازی لگادیں۔“

تبلیغ اسلام ہر مسلمان کا امتیاز خصوصی ہے

ظاہر ہے کہ تبلیغ کا کام ایک اہم کام ہے اور ہر مسلمان کے لئے یہ لازمی ہے کہ وہ دوسروں تک پیغام حق پہنچائے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے پیارے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک فان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنی اے رسول جو پیغام یعنی قرآن پاک آپ کو دیا جاتا ہے اس کو لوگوں تک پہنچا دے اگر تو نے ایسا نہ کیا تو گویا تو نے حق رسالت کو ادا نہ کیا۔

مندرجہ بالا سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ تبلیغ کا یہ اہم کام بھی اجتماعیت و خلافت سے ہی وابستہ ہے اور خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اس عظیم الشان نعمت یعنی اجتماعیت و خلافت کو جماعت احمدیہ میں قائم فرمایا ہے اور جماعت کے ذریعہ سے اکناف عالم میں وہ تبلیغ ہو رہی ہے، جو کروڑوں مسلمان بھی نہ کر سکے۔ خدا کرے یہ نعمت تادیر قائم رہے اور سعید روحوں کو یہ توفیق ملے کہ وہ اس جماعت میں داخل ہو کر ابدی زندگی حاصل کریں۔ پس اب خلافت جو کہ خداداد نعمت ہے، کو قائم کرنے کے لئے سردھڑ کی بازی لگانے کی ضرورت نہیں ہاں ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلمان اس طرف رجوع کریں تا ان کی کھوئی ہوئی عزت واپس مل جائے۔

انتشار کی بنیاد

آج کل مسلمانوں میں جو انتشار پایا جاتا ہے اس کی اصل بنیاد یہی ہے کہ نظام خلافت و اجتماعیت اور فقدان مرکزیت کا فقدان ہے چنانچہ محمد شاہ صاحب قادری اپنی تفسیر سورۂ فاتحہ صفحہ ۲۹ پر رقمطراز ہیں

”مگر کوئی بندۂ خدا یہ نہیں سمجھتا کہ اتحاد و رفع اختلاف و تفریق کا تصور ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ مسلمانوں کا متفق علیہ و مشترک ایک امام نہ ہو جسے رسول پاک کا جانشین جان کر اس کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ جان کر یہ معاہدۂ بیعت خدا سے نہ باندھیں کہ قرآن پاک اور سیرت رسول اور اجتہاد امام حاضر مع مشورہ اہل شوریٰ کے مطابق جو حکم ہو ہر حال میں اس کی تعمیل کی جائے گی۔ خواہ دل چاہے یا نہ چاہے۔ ہر جماعت اسی وقت جماعت کہلائے گی اور کچھ کام کرے گی، جب اس کا لیڈر یا ڈکٹیٹر ایک ہو۔ جس جماعت کے لیڈر ایک سے دو ہو جائیں تو پھر وہ جماعت جماعت نہیں بلکہ الگ الگ فریق متخاصم ہو گئے۔ اسی کا نام تفرقہ ہے۔ مسلمانوں کا لیڈر شخص ایک امام نائب رسول ہو سکتا ہے یا جسے امیر نائب اپنا بنائے۔ اسلام میں اس امام عامہ یا اس کے نائبین کے سوا کسی کی لیڈری و قیادت سرے سے جائز نہیں“

نظام خلافت کا قیام

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام یا خلیفہ کون منتخب کرے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے منصب خلافت کے لئے موزوں ترین ہستی کا انتخاب خود اپنے ہاتھ میں رکھا ہے چنانچہ فرماتا ہے وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْكُمْ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (سورہ نور) آیۂ کریمہ میں اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور اس نے اس بات کی خود ذمہ داری لی ہے کہ جب تک مسلمان اپنے ایمان پر قائم رہیں گے۔ اور اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالیں گے اس وقت تک ان میں خلافت قائم رہے گی۔ جس طرح کہ بنی اسرائیل میں قائم رہی۔

اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق نے پہلے خطبہ میں فرمایا:۔

قد استخلف اللہ علیکم خلیفتہ لیجمع بہ الفتکم ویقیم بہ کلمتکم

کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک خلیفہ مقرر فرمایا ہے تا اس کے ذریعہ تم میں الفت قائم کرے اور تمہاری عظمت کو دوبالا کرے۔ (دائرۃ المعارف مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۷۵۸)

اہل اسلام اور نظام خلافت

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور اس کے بغیر مسلمان کسی بھی میدان میں ترقی نہیں کر سکتے۔ بلکہ دین کی مضبوطی اور امن و امان کی زندگی بسر کرنا یہ سب کچھ خلافت ہی سے وابستہ ہے تو لازمی امر ہے کہ ہم خلافت سے منسلک رہیں۔ ورنہ اسلامی وحدت پارہ پارہ ہو جائے گی۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کو اس وقت جبکہ ان دونوں نے بیعت خلافت پہلے دن نہ کی تھی فرمایا تھا

اردت ان تشق عصا المسلمین

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۴۹)

یعنی کیا اس طرح آپ اسلامی وحدت کو شکستہ کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ان دونوں بزرگوں نے فی الفور بیعت کی۔ اسی طرح حضرت عثمان کے زمانۂ خلافت میں فتنہ پردازوں کو دیکھ کر حنظلہ الکاتب نے کہا

عجبت لما یخوض الناس فیہ
یرومون الخلافۃ ان تزول
ولو زالت لزال الخیر منہم
ولاقوا بعدہا ذلاً ذلیلا
وکانوا کالیہود والنصاریٰ
سوا وکلہم ضلوا السبیلا

مجھے ان لوگوں کی گفتگو سے تعجب آتا ہے جو چاہتے ہیں کہ خلافت جاتی رہے۔ اگر خلافت زائل ہو گئی تو ہر خیر و برکت دور ہو جائے گی۔ اور یہ انتہائی ذلیل ہو جائیں گے اور پراگندگی میں یہود و نصاریٰ کے مانند بن جائیں گے اور صراط مستقیم سے بھٹک جائیں گے۔

(تاریخ ابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۸۳)

مختصر یہ کہ خلافت ہی ایک ایسی نعمت ہے جو مسلمانوں کو دلی سکون عطا کرے گی اور جب تک مسلمانوں میں یہ روح پیدا نہیں ہوتی اجتماعی زندگی محال ہے

بالآخر اس مضمون کو شاہ محمد شاہ قادری کے اس حوالے پر ختم کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں:۔

”جماعت پیدا ہی نہیں ہو سکتی جب تک امامت موجود نہ ہو۔ لہٰذا مسلمانوں کی زندگی کا لازمۂ ذاتی ہے کہ وہ جماعتی یعنی اجتماعی ہو۔ اور پھر بغیر نصب امام کے ناممکن ہے۔ نماز باجماعت۔ نماز جمعہ نماز عیدین اور نماز کسوف۔ نماز استسقا اور ان کے متعلقہ خطبے یہ سب اپنی ہیئت ترکیبی سے بتا رہے ہیں کہ مسلم قوم کی قومی زندگی بغیر امام عامہ کے اسلامی زندگی نہیں بلکہ جاہلانہ زندگی ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاہلیۃ (مسلم) ترجمہ: جو اس حالت میں مرجائے کہ اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچان سکا یعنی بیعت نہ کی تو اس کا مرنا جاہلیت کی موت مرنا ہے“

(تفسیر الفرقان، سورہ فاتحہ صفحہ ۳۲)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس اصل کے سمجھنے اور پھر اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ موجودہ انتشار دور ہو کر ملت اسلامیہ کی ازسرنو شیرازہ بندی ہو اور اجتماعیت جو اسلام کا نقطۂ مرکزی ہے کے ذریعہ ملت کی تعمیر و ترقی کے لئے اسباب بہم ہو جائیں۔ آمین۔

سیکرٹریان مال سے درخواست

دفتر ہذا کی طرف سے اپریل ۶۹ء کے وسط میں موصیوں کے فارم اصل آمد سیکرٹریان مال کی خدمت میں بھجوائے تھے۔ بہت سی بڑی بڑی جماعتوں کے فارم ابھی تک واپس نہیں آئے سیکرٹریان مال توجہ فرمائیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

منقولات

خلابازی اور احساس عبدیت

چاند کے سفر پہ ایک مسلمان کے قلم سے نکلے ہوئے ایک سائینسی مضمون کا آخری ٹکڑا:

"خدا یاد آیا۔ جی ہاں مادہ پرستوں اور طبعی طاقتوں پر بھروسا کرنے والوں کو بھی آڑے وقت، میں خدا یاد آیا۔ خلائی جہاز اپالو ۱۱ کی روانگی سے ایک دن قبل ۱۵ر جولائی ۶۹ء کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے پرواز کے ڈائریکٹر الان بران نے کہا روانگی کی ساری تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔ اب اس سلسلے میں صرف خدا سے دُعا کرنا باقی ہے۔ چنانچہ ہاؤسٹن کے خلائی مرکز کے گرجا گھروں میں خصوصًا اور امریکا۔ یورپ اور دُوسرے ملکوں میں عمومًا مہم کی کامیابی کے لئے اور خلابازوں کی خیریت سے واپسی کے لئے دُعائیں کی گئیں۔ بحرالکاہل میں اُترنے سے چند منٹ پہلے نیل آرم اسٹرانگ نے زمین پر سُننے والوں کو جو پیغام پہنچایا۔ اس میں کہا ہماری شاندار کامیابی میں خدا کی مدد شامل رہی ہے۔"

مگر دیکھئے یہ ضعیف تعلق بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کب تک قائم رہتا ہے —— چاہیئے تو یہ تھا کہ جو اپنے زمانے کا سب سے بڑا.... ماہر سائنس ہوتا... وہ سب سے بڑھ کر عارف باللہ اور خداشناس ہوتا۔ اس کی قدرت حکمت۔ صناعت کے بے شمار نمونوں سے ایک انسان کا دِل ایمان اور خشیت سے معمور ہو جاتا... لیکن حالت یہ ہے کہ یہ ہلکا اور برائے نام سا تعلق باللہ بھی ایک نعمت نظر آتا ہے۔

جرب عقائد صاحب کے بس میں

بلفاسٹ (آئرلینڈ) ۱۶ر اگست کیتھولکوں اور پروٹسٹنٹوں کے درمیان آج صبح زبردست معرکہ ہوا۔ اس سے قبل پولیس کے بیان کے مطابق بلوے میں ایک شخص ہلاک اور ۸۳ زخمی ہوئے تھے اور اِس طرح بلوے میں ہلاک ہونے والوں کی مجموعی تعداد چھ زخمیوں کی ۱۳۱ ہو چکی ہے۔ ۴۹ کے زخم گولی لگنے سے آئے ہیں۔ خبر ہے کہ پروٹسٹنٹ انتہا پسندوں نے کل سے اسٹریٹ میں کیتھولک اڈوں پر شدید حملہ بول دیا ہے۔ اور ایک بندھے ہوئے منصوبہ کے ماتحت ایک ایک کر کے مکانوں کو نذرِ آتش کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ بھی خبر ہے کہ اب کیتھولکوں کے پاس گولی بارُود کا ذخیرہ ختم ہو رہا ہے۔"

لکھنؤ کے شیعہ سُنّی مجاہدو اور تبرے اور مدح صحابہ کے جھنڈوں کے نیچے لڑنے والے غازیو مژدہ ہو کہ تمہیں سند خوب ہاتھ آگئی۔ اب تم بد دِل ہرگز مت ہونا۔ اب تو قوم فرنگ تک اپنے صدیوں کے بھولے ہوئے اختلافات کے سلسلہ میں) مقابلے اور مقاتلے پر اُتر آئی! —— یہ اور بات ہے کہ اس قوم کی نہ کتاب (بائبل) ایک نہ طریق عبادت ایک۔ نہ الوہیت تک کی تشریح وتعبیر ایک!

(ہفتہ وار صدق جدید لکھنؤ ۲۹ر اگست ۶۹ء صفحہ ۳)

ٹریکٹ "آسمانی تحفہ" کا اُڑیہ ترجمہ

مکرم سید محمد یونس صاحب صدر جماعت احمدیہ سورو، اُردو ٹیچر آر۔ ایم۔ ای سکول ڈاکخانہ سورو ضلع بالاسور اڑیسہ اطلاع دیتے ہیں کہ انہوں نے ٹریکٹ "آسمانی تحفہ" کا اُڑیہ زبان میں ترجمہ شائع کرا دیا ہے۔ دس پیسے فی کاپی اور دس روپے فی ہزار کے حساب سے یہ ٹریکٹ ان سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ اڑیسہ کی جماعتوں کو یہ ٹریکٹ خرید کر تبلیغی میدان میں اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

الہام الٰہی اور شعراء کا کلام

بقیہ صفحہ ۲

فصیح خدائے تعالیٰ کی طرف سے سُنے جس میں اپنے نفس اور فکر اور غور کا کچھ بھی دخل نہ ہو۔ اور وہ مکالمہ اور مخاطبہ اس کے لئے موہبت ہو جائے۔ تو وہ خدا کا کلام ہے۔ اور ایسا بندہ خدا کی جناب میں عزیز ہے۔"

"...... یکدفعہ اور ایک الہام ذریعت کے بعد بڑے کرشمے دکھلاتا ہے۔ بارہا ایک نہایت چمکدار نُور پیدا ہوتا ہے۔ اور ساتھ اس کے پُرشوکت اور ایک چمکدار الہام آتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ مُلہم اس ذات سے باتیں کرتا ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ دنیا میں خدا کا دیدار یہی ہے کہ خدا سے باتیں کرے۔ مگر اس ہمارے بیان میں انسان کی وہ حالت داخل نہیں ہے جب کسی کی زبان پر بے ٹھکانہ کوئی لفظ یا فقرہ یا شعر جاری ہو۔ اور ساتھ اس کے کوئی مکالمہ یا مخاطبہ نہ ہو بلکہ ایسا شخص خدا کے امتحان میں گرفتار ہے۔ کیونکہ خدا اس طریق سے بھی سُست اور غافل بندوں کو آزماتا ہے کہ کبھی کوئی فقرہ یا عبارت کسی کے دل پر یا زبان پر جاری کی جاتی ہے۔ اور وہ شخص اندھے کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہیں جانتا کہ وہ عبارت کہاں سے آئی؟ خدا سے یا شیطان سے سو ایسے فقرات سے استغفار لازم ہے۔ لیکن اگر صالح اور نیک بندہ کو بے حجاب مکالمہ الٰہیہ شروع ہو جائے ...... ایسا ہی اس مرتبہ تک خدا میں اور اس میں باتیں ہوتی رہیں اور خدا نے بارہا ان مکالمات میں اس کی دعائیں منظور کی ہوں۔ عمدہ عمدہ معارف پر اس کو اطلاع دی ہو۔ آنے والے واقعات کی اس کو خبر دی ہو اور اپنے پرمنر مکالمہ سے بار بار کے سوال و جواب میں اس کو شرف کیا ہو تو ایسے شخص کو خدائے تعالیٰ کا بہت شکر کرنا چاہیئے اور سب سے زیادہ خدا کی راہ میں فدا ہونا چاہیئے کیونکہ خدا نے محض اپنے کرم سے اپنے تمام بندوں میں سے اُسے چن لیا اور ان صدیقوں کا ان کو وارث بنایا جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ یہ نعمت نہایت ہی نادر الوقوع ہے اور خوش قسمتی کی بات ہے جس کو ملی۔ اس کے بعد جو کچھ ہے وہ ہیچ ہے۔ اس مرتبہ اور مقام کے لوگ اسلام میں ہمیشہ ہوتے رہے ہیں۔ اور ایک اسلام ہی ہے جس میں خدا بندہ سے قریب ہو کر اس سے باتیں کرتا ہے۔ وہ اس کے اندر بولتا ہے۔ اور اس کے دل میں اپنا تخت بناتا اور اس کے اندر سے اُسے آسمان کی طرف کھینچتا ہے۔ اور اس کو وہ سب نعمتیں عطا فرماتا ہے جو پہلوں کو دی گئیں۔

افسوس اندھی دُنیا نہیں جانتی کہ انسان نزدیک ہوتا ہوتا کہاں تک پہنچ جاتا ہے۔ وہ آپ تو قدم نہیں اٹھاتے اور جو قدم اٹھائے تو یا تو اس کو کافر ٹھیرایا جاتا ہے۔ اور یا اس کو معبود ٹھیرا کر خدا کی جگہ دی جاتی ہے ——"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۲۳ تا ۱۲۶)

قبلۂ اوّل مسجد اقصےٰ کی آتش زنی کا المناک حادثہ بقیہ صفحہ اوّل

تمام حربوں سے بڑھ کر اہم حربہ رجوع الی اللہ اور دعا ہے۔ دُعا ایسی چیز ہے کہ پہاڑوں جیسی حکومتوں کو بھی اُڑا سکتی ہے مسلمان اِس قسم کا انقلاب عظیم اپنی ہستی پر لائیں تو اللہ تعالےٰ جلد اسرائیل کو نابود کر کے ارضِ مقدسہ (فلسطین) مسلمانوں کو واپس دلا دے گا۔ اور ہمیشہ کے لئے دے دے گا۔ یہ خدائی وعدہ ہے جو ضرور پُورا ہو کر رہے گا۔ بے شک مادی وسیاسی تدابیر و مساعی اختیار کی جا رہی ہیں۔ مگر دُعا کا حربہ سب ہتھیاروں سے زیادہ مؤثر اور تیر بہدف ہے۔ دیگر تدابیر کے ساتھ جماعت احمدیہ کا ہر فرد سجدہ ریز ہو کر اللہ تعالےٰ کے حضور دُعا گو ہے کہ اسرائیل کے فتنہ کا جلد قلع قمع ہو۔ اللہ تعالےٰ مقاماتِ مقدسہ کی حفاظت اور مسلمانوں اور اسلام کی نصرت فرمائے۔ اللّٰھم آمین۔

> اس دیں کی شان و شوکت یارب مجھے دکھا دے
> سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دُعا یہی ہے
> (حضرت مسیح موعودؑ)

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ کے مبارک ایّام میں اب صرف ساڑھے تین ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ امید ہے احباب جماعت اس میں شرکت کی تیاری کر رہے ہوں گے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن برکات سے وافر حصّہ پانے کی سعادت بخشے جو سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والے دوستوں کے لئے دُعا میں فرمائی ہیں۔ آمین۔

چندہ جلسہ سالانہ بھی چندۂ عام اور حصّۂ آمد کی طرح لازمی چندوں میں سے ہے۔ جو کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے۔ اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصّہ یا سالانہ آمد کا ۱/۱۲۰ حصّہ مقرر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے ارشاد کی تعمیل میں اس چندہ کی سو فیصدی وصُولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ازبس ضروری ہے تاکہ جلسہ سالانہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت کے ساتھ ہو سکے۔

جلسہ سالانہ کی مدّ میں اب تک وصُولی کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان نے تا حال اس چندہ کی ادائیگی کی طرف کما حقّہٗ توجہ نہیں دی۔ اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں جن کی طرف سے ابھی تک اِس مدّ میں کوئی رقسم وصُول نہیں ہوئی۔

لہٰذا جملہ احبابِ جماعت و عہدیدارانِ مال اور مبلّغین صاحبان سے درخواست کی جاتی ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصُولی کی طرف خاص توجہ دے کر عنداللہ ماجُور ہوں۔ تمام عہدیدارانِ مال کو چاہیئے کہ وہ کوشش کر کے چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی وصُولی فرمادیں۔ تاکہ جلد رقوم مرکز میں بھجوا سکیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے تمام احباب جماعت کو اس کی توفیق بخشے آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

وقفِ جدید سال بارہ کی وصُولی کے متعلق

امسال چندہ وقفِ جدید کی وصُولی کی رفتار حسب توقّع نہیں بلکہ گذشتہ سال کے مقابل پر بہت ہی کم ہے۔ اس لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ امراء کرام اور صدر صاحبان حضور ایّدہُ اللہ تعالےٰ کے اِرشادات احبابِ جماعت کو بار بار سُنائیں۔

چندہ کی وصُولی سے مجھے اُن جماعتوں کا عِلم بخُوبی ہوتا ہے جن کے بعض عہدیداران مناسب رنگ میں احبابِ جماعت کو تحریک نہیں کر رہے یا بعض افراد عہدیداران کے ساتھ تعاون نہیں کر رہے۔

بہر حال اِن دو صورتوں میں سے کسی ایک میں کمی کی وجہ سے وصُولی پر اثر پڑ رہا ہے۔ اِس لئے مَیں اُمید کرتا ہوں کہ عہدیداران و احبابِ جماعت ہر دو اس کمی کو دُور کرتے ہوئے چندہ وقفِ جدید کی بڑھتی ہوئی ضروریات کے پیشِ نظر اسے دیگر ضروریات پر مقدم رکھ کر عِنداللہ ماجُور ہوں گے۔ جزاکمُ اللہُ اَحْسَنَ الجزاءِ۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

احمدیہ صُوبائی کانفرنس اُتّر پردیش

بمقام راٹھ ——— بتاریخ ۲۲-۲۳ر اکتوبر ۱۹۶۹ء

اُتّر پردیش کی جماعتوں کی اطلاع کے لئے یہ اِعلان کیا جاتا ہے کہ اِمسال صُوبائی کانفرنس ۲۲-۲۳ر اکتوبر ۱۹۶۹ء کو انشاء اللہ راٹھ ضلع ہمیر پور میں منعقد ہوگی۔ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہو کر اِس کانفرنس کو کامیاب کریں۔ دریافت طلب امور کے لئے حسبِ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں:-

اسرار محمّد صاحب پریذیڈنٹ جماعتِ احمدیہ ——— راٹھ۔ ضلع ہمیر پور۔
(یو-پی)

P.O. RATH

Distt: Hamirpur
(U.P.)

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

یہ مت خیال فرمائیے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکتا۔ اور یہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھیئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجیئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے، ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" فون نمبرز 25—1552 / 23—5222

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں!

مختلف اقسام، دفاع، پولیس، ریلوے، فائر سروسز، ہیوی انجینئرنگ، کیمیکل انڈسٹریز، مائنز، ڈیریز، ویلڈنگ شاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتے ہیں!!

گلوب ربر انڈسٹریز!

★ ۱۰- پرسورام سرکار لین کلکتہ ۱۵ فون نمبر 24—3272
★ ۱/۳- لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱ فون نمبر 34—0401
تار کا پتہ ——— گلوب ایکسپورٹ

درخواستِ دُعا

خاکسار کے خُسر مکرم سید محمُود علی صاحب تمباکو مرچنٹ آف کرنول کچھ عرصہ سے بُخار میں مبتلا ہیں اور یوں بھی اکثر اُن کی طبیعت خراب رہتی ہے۔ جملہ احباب جماعت اور بزرگانِ کرام دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اُنہیں صحت و سلامتی عطا فرمائے اور اپنے خاص فضل سے نوازے آمین۔

خاکسار: محمّد کریم الدین شاہد قادیان۔

ولادت

خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے میرے بڑے لڑکے عزیزم صدیق احمد سلّمہُ اللہ کو ۲۸ر اگست ۱۹۶۹ء کی صبح کو دُوسری بیٹی عطا فرمائی ہے۔ احباب دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اِس بچّی کو نیک و صالحہ اور خادمۂ دین بنائے اور والدین کے لئے قُرّۃ العین ہو آمین۔

خاکسار: شریف احمد امینی
مبلّغ سلسلہ احمدیہ۔ کلکتہ۔

ضمیمہ اخبار بدر مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۶۹ء رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

تحریکِ جدید کی پہلی سہ ماہی

تحریکِ جدید کے نئے سال کے اعلان پر تین ماہ گزر چکے ہیں لیکن ابھی تک بہت سی جماعتوں کی طرف سے چندہ تحریکِ جدید کے وعدہ جات موصول نہیں ہوئے۔ اور جن جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات موصول ہوئے ہیں ان میں سے اکثر جماعتوں نے تمام افراد کے وعدہ جات حاصل کر کے نہیں بھجوائے بلکہ بعض جماعتوں نے صرف یہ کہ کمانے والے افراد کے وعدہ جات نہیں بھجوائے۔ بلکہ مستورات اور بچوں کو بالکل شامل نہیں کیا۔ حالانکہ یہ بھی ایک لازمی چندہ ہے جیسا کہ سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۹۵۲ء میں فرمایا تھا:۔

"اب میں اس چندہ کو لازمی قرار دیتا ہوں۔ تمام عورتوں اور مردوں کا فرض ہے کہ وہ اس میں حصہ لیں۔"

حضورؓ کے اس ارشاد کے بعد لازمی تھا کہ جماعتوں کے تمام مرد عورتیں اور بچے لبیک کہتے ہوئے آگے آتے اور کوئی فرد ایسا نہ رہتا جو تحریکِ جدید کے مالی جہاد میں شامل نہ ہو۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حضور کا ارشاد بالا احباب کے ذہنوں میں مستحضر نہیں رہا۔ امید ہے کہ احباب اس پر عمل کریں گے۔

۲۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ سال فیصلہ فرمایا تھا کہ جماعت کا کوئی فرد جس کی باقاعدہ آمد ہو وہ تحریکِ جدید کے مالی جہاد میں شامل ہونے سے محروم نہ رہ جائے اور جماعتیں کوشش کر کے تمام افراد کو شامل کریں۔ اس کے باوجود اگر کوئی فرد شامل نہ ہو تو اس کی آمد کی تفصیل کے ساتھ اطلاع ماہ تبلیغ (فروری) تک مرکز کر دی جائے۔ لیکن اس کے مطابق بھی عمل نہیں ہوا۔ اس طرف بھی احباب کو توجہ کرنی چاہیئے۔

۳۔ اس سال تحریکِ جدید کے نئے سال کا اعلان فرماتے ہوئے حضور نے فرمایا ہے کہ دفتر دوم کے وعدہ جات کے معیار کو بلند کرنے کی ابھی بہت گنجائش ہے۔ اور انصار اللہ کو حضور نے فرمایا:۔

"اور میں حکم دیتا ہوں کہ انصار اپنی تنظیم کے لحاظ سے جماعتوں کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں اور کوشش کریں کہ آئندہ سال دفتر دوم کے وعدوں اور ادائیگیوں کا معیار انیس روپیہ فی کس اوسط سے بڑھ کر تیس روپیہ فی کس اوسط تک پہنچ جائے۔"

اس ارشاد کی تعمیل کے متعلق ابھی تک دفتر ہذا کو کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی کہ جماعتوں اور مجالس انصار اللہ نے کیا کارروائی کی ہے۔ جبکہ سال کے تین ماہ گزر چکے ہیں۔

۴۔ دفتر سوم کی تعداد مجاہدین اور معیار میں اضافہ کی طرف حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر توجہ دلائی ہے اور فرمایا ہے کہ:۔

"اس دفتر میں شامل ہونے والوں کی تعداد بہت کم ہے۔ یہ ابھی تک تین ہزار تک پہنچ چکے ہیں۔ لیکن ہم باور نہیں کر سکتے کہ ہماری آئندہ نسل زیادہ ہونے کی بجائے پہلوں سے کم ہو گئی ہے . . . . دفتر سوم والوں کا عمر کے لحاظ سے گروپ بنتا ہے۔ یعنی اس عمر کے احمدی بچے اور اس زمانہ میں نئے احمدی ہونے والے۔ ان میں سے جس نسبت سے افراد کو تحریکِ جدید میں شامل ہونا چاہیئے۔ اس نسبت سے یہ تعداد تین ہزار سے بڑھنی چاہیئے۔ اگلے سال کے لئے میں امید کرتا ہوں کہ جماعت کوشش کر کے اس تعداد کو تین ہزار سے پانچ ہزار تک لے جائے گی اور ان کی اوسط چودہ روپیہ فی کس سے اونچی کر کے بیس روپیہ تک لے جائے گی۔"

اس کے متعلق جماعتوں نے کیا کارروائی کی ہے اس سے بھی دفتر ہذا کو کوئی اطلاع نہیں ہے۔ جماعت کے افراد کے اخلاص اور قربانی میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ احباب عاشقانہ طور پر اپنے امام کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے اس طرف کان لگائے رکھتے ہیں۔ کہ کب کوئی آواز آئے اور والہانہ رنگ میں اس پر عمل کریں۔ سو ضروری ہے۔ کہ تحریک جدید کی اہمیت موثر رنگ میں احباب کے گوش گزار کی جائے۔ سو پوری توقع ہے کہ عہدیداران جماعت اور خطیب حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے

(۱) جماعت کے عہدیداران کا فرض ہے کہ وہ جمعہ یا اتوار کے دن یا ہفتہ میں کسی اور موقعہ پر میرا ہر خطبہ لوگوں کو سنایا کریں بلکہ جماعتوں کا اصل کام یہی ہونا چاہئے اور ہر جگہ جماعت کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ وہ میرا خطبہ جمعہ لفظاً لفظاً یا خلاصۃً لوگوں کو جمعہ یا اتوار کے دن سنایا کریں۔ جس شخص کے سپرد خدا تعالیٰ نے جماعت کی اصلاح کا کام کرنا ہے اسے طاقت بھی ایسی بخشتا ہے جو دلوں کو صاف کرنے والی ہوتی ہے اور جو اثر اس کے کلام میں ہوتا ہے وہ کسی دوسرے کے کلام میں نہیں ہو سکتا۔"

(۲) میرے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ خیال ڈالا کہ تحریک جدید کے متعلق جو امور (مطالبات تحریک جدید) میں نے بیان کئے ہیں وہ جماعت کے سامنے اس وقت تک کہ مشیت الٰہی ہمیں کامیاب کردے ہر چھٹے ماہ دہرائے جانے چاہئیں

(۳) ہر مہینہ میں ایک خطبہ جمعہ تمام احمدی جماعتوں میں میری جدید تحریک (تحریک جدید) کے متعلق پڑھا جائے اور انہیں جماعت کو قربانیوں پر آمادہ کرتے ہوئے ان میں نیکی اور تقویٰ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔"

اگر ان ارشادات پر عمل کر کے افراد جماعت اور خصوصاً نئی پود پر تحریک جدید کی اہمیت واضح کی جائے تو یہ نسل بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر نہ صرف چلنے کی کوشش کرے گی بلکہ بعد میں آنے کی وجہ سے اپنی کمی کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرے گی تا وہ یہ ثابت کر سکے کہ ان کا ایمان پہلوں سے کم نہیں ہے بلکہ ان کے اندر زیادہ جوش پایا جاتا ہے

اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور زیادہ سے زیادہ قربانی کرنے کی توفیق دے۔

[illegible]

وکیل المال تحریک جدید قادیان

جزاہم اللہ احسن الجزاء

دفتر ہذا کی طرف سے سال نو کے وعدہ جات اور ماہ نبوت (نومبر) تک ادائیگی کرنے والے افراد کی فہرست سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوائی گئی تھی حضور نے بعد ملاحظہ

سب احباب کیلئے دعا فرمائی اور فرمایا

جزاہم اللہ احسن الجزاء

اب ماہ جنوری (صلح) تک کے وعدہ جات کی فہرست اور وصولی کی اطلاع حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوائی جا چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کے اموال اور اخلاص میں برکت عطا فرمائے اور حافظ و ناصر ہو آمین

وکیل المال تحریک جدید قادیان